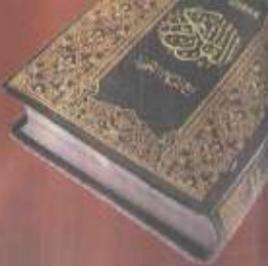


دُوستِ توحید و سلکِ حقیقت



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ابوبال عبد اللہ طارق

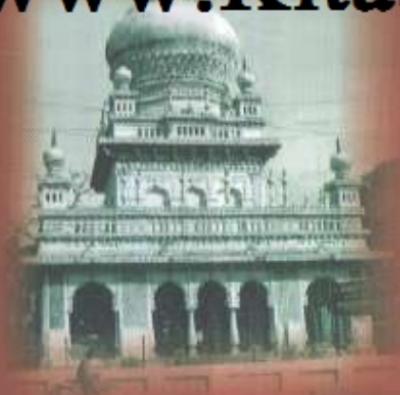
نظم

ڈاکٹر محمد اسماعیل طارق

قرآن و حدیث کی روشنی میں

قرآنی توعیذ لڑکا نا بدعت ہے۔

www.KitaboSunnat.com





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اطْبِعُوا أَلٰهَهُ
وَاطْبِعُوا رَسُولًا

جَمِيعَ الْحَقِيقَاتِ الْإِسْلَامِيَّةِ

مُدْرَسَةُ الْأَبْرَيْرِي

کتاب و سنت کی دینی پیشگوی ہائے ولی، دینی اسنادی اور علمی محتوى سے مدد و مدد

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر مستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلسِ حقیقتِ انسانِ الٰہی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعویٰ مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشر ہن سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاؤشوں میں بھر پور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈ نگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

- ▀ KitaboSunnat@gmail.com
- ▀ www.KitaboSunnat.com

کہہیں ہندو مجھے تو نہیں کہہ رہا؟

ہر مسلمان ذرا شوچ

ایک ہی دربار سر آپ رکھتے نہیں
آپ کے سجدوں کا مردمی لوگوں سخنان ہے
آپ ہمیں شکل لکھا۔ اپنے تو گن سکتے نہیں
جتنے مردے انتے جدست آپ کا دستور ہے
آپ کے دلیل کی طاقت کا نہیں ہے کہ شمار
آپ کو دیکھا لگاتے نہ رغبہ غوث و علی
آپ نے بمحاذ کو منصطفے کے بھیں میں
تریتوں پر آپ کو جمیں ویکھا بجا تے تعالیٰ
آپ ہمیں گاتے میں قبڑوں پر نہیں و تعالیٰ
آپ کو دیکھا چڑھاتے نرغ، پس ارشاندار
آپ نوچیں قبر کو پھر کرنیں لے جانتے میں گھر
آپ نگہ نہیں پا تو جس تو نیکو نام میں
پھر وہ ہمال کر کے آپ کیوں اسلام ہوئے
آپ کہتے میں مخربم کو کہ بے ایمان ہے
جتنی تم دزغی حسم یا کوئی انصاف ہے
درست دوستی میں ہماۓ ساتھ ہوں گے آپ ہمیں

ایک جن پیجوکی پوچھ سرم رکھتے نہیں
اپنی سحبہ گاہ دیوی کا اڑا سخنان ہے
معنی اپنے دلوں کی جسم رکھتے نہیں
جتنے سخن کاشت شنکری اگر شہزاد ہے
اپنے دیوی دلوں کو بتاگر کچھ خستیار
وقت مشکل کے پئے فرہ اپنا جے بھر گل بیل
بیجتا ہے اوتار پیجو اپنا ہراں دیں میں
مندوں میں بجا تے میں اگر جسم کھٹیاں
بیم ہجن کرتے میں گا کر دیوی اکی خوبیاں
ہمچڑھاتے میں تیتوں پر دودھ اور پال کی دھار
بنت کی نوجاں کم کریں جسم کو بے نا سفر
مورتی پتھر کی پوچیں اگر تو جسم پاک میں
سرکر کی اعمال سے تیر مسلم بہم ہوئے
لکنا مٹا بلٹا میرا اور آپ کا ایمان ہے
آپ مشرک ہم بھی مشرک بات بالکل صافت
ہم ہمیں جہت میں رہیں گے آپ اگر میں جتنی

پر بھو: خدا / استھان: بہت خادہ / شکر: خدا / اوتار بھو: گرو خدا / تیتوں: تیر لیا گیت اے / برج: ملی: بنمان زندہ آہا



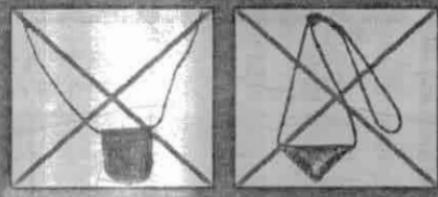
www.KitaboSunnat.com

دُلْكَتُ لِرْجِبَر و سَلَكِ حَقِيقَتَ

ابوبالاں عبداللہ طارق
جمع و ترتیب
قرآن و حدیث کی روشنی میں

نظمان

ڈاکٹر محمد اسحاق طارق
قرآنی تعلیم کا نابدعت ہے۔



رمضان

دعوت تو حیدر

7

۱۔ طائفت کی تعریف

8

۲۔ شرکین کا اللہ کے بارے میں تقدیر

9

۳۔ شرکین کی سخت ہدایت میں صرف اللہ کو پکارتے تھے

12

۴۔ علماء میں اسلام قبول کرنا

17

۵۔ الٰہ، بُ و شرکین کیوں کہا گیا؟

18

۶۔ یہ شرکیں صرف ہول کی بیاد کرتے تھے

19

۷۔ کیا (مُ، وَ، اللہ) سے مراد صرف بتاتیں؟

25

۸۔ ان سنتوں نے بارے میں شرکین کا تقدیر

27

۹۔ شرکین۔ تقدیر کی تردید

33

۱۰۔ کیون تمیز و اعلیٰ کو موقوف الاباب اختیارات حاصل تھے؟

38

ویلے کی حقیقت اور اس کا طریقہ

45

۱۔ حضرت آدم ملے اسلام

46

۲۔ حضرت یوسف ملے اسلام

47

۳۔ حضرت ابراهیم ملے اسلام

49

۴۔ حضرت ذریلیہ اسلام

49

۵۔ حضرت ایوب میں اسلام

50

۶۔ حضرت موسیٰ ملے اسلام

51

۷۔ حضرت ابی القاسم

52

۸۔ حضرت ابی الدنیا

53

۹۔ سروار، جہاں ہٹتے

54

۱۰۔ حضرت ہول سے فری

56

۱۱۔ سب سے راوجیل

57

۱۲۔ پہنچ میں دلیل

58

۱۳۔ دسر۔ ٹھیک نہ ہو بل

58

۱۴۔ تیر۔ پہنچ وہ بل

59

۱۵۔ زندہ بڑوں سے عاکروا

60	۔ ۱۵۔ مل سائی کیا ہے؟
61	۔ ۱۶۔ دعا کی اہمیت
62	۔ ۱۷۔ دعا کسی قول کوں نہیں دیتی؟
64	۔ ۱۸۔ فرمان طیب ہجۃ الرحمٰن
65	۔ ۱۹۔ دعا کا طریقہ
65	۔ ۲۰۔ درود کا اعلیٰ اور افضلیات
67	۔ ۲۱۔ درود کا تاخام
67	۔ ۲۲۔ دعا کا وقت
67	۔ ۲۳۔ دعا نہیں خلیل
68	۔ ۲۴۔ شرک اعمال کو خالی کر دیتے ہے
69	۔ ۲۵۔ شرک پر بحث
70	۔ ۲۶۔ شرک ہم برائیوں کی جڑ ہے۔
71	۔ ۲۷۔ شرک کیون؟

تعویزات اور شرک

74	۔ ۲۸۔ است مسلم کے حباد و بہان
75	۔ ۲۹۔ تحویل گذار کا کارڈ بار
76	۔ ۳۰۔ تحویل گذار بہان کی شرعی حقوق
76	۔ ۳۱۔ تحویل گذار شرک ہے
77	۔ ۳۲۔ پاری کا تھوڑے
78	۔ ۳۳۔ تحویل کے بیچ پاریوں کا اکٹھا سہانا
79	۔ ۳۴۔ الہ رحمۃت کی ملخیں
80	۔ ۳۵۔ عربین احوال بن پیار
80	۔ ۳۶۔ عمرو بن شیب
82	۔ ۳۷۔ نافعین کا لوتیا
83	۔ ۳۸۔ ٹانخادر بدھائے
84	۔ ۳۹۔ کڑے اور چلے پینچھے لے جو میں نہ جائیں گے
85	۔ ۴۰۔ آسیہ اور بیلاؤ کا ویز
86	۔ ۴۱۔ جن ناتارنا
87	۔ ۴۲۔ ایلی ہر ہم ”کرنے کا کارڈ بار
88	۔ ۴۳۔ تحویل گذارے جواہر پورے پا جوست لیتا
89	۔ ۴۴۔ قرآن تھوڑے کے مطابق ملائیں گے

مقدمة

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا وسوانا محمد خاتم الانبياء والمرسلين وعلى الرسالء الصحابة والجمعين
اما بعد! بلا شبه اسلامی تعلیمات میں تمام امور پر عقیدہ توحید کو اولیست حاصل ہے اور توحید ہی اسلام کا
بنیادی عقیدہ ہے اور اسی پر دنیا و آخرت کی کامیابی کا انحصار ہے الغرض وین اسلام کی اساس و بنیاد
عقیدہ توحید ہے۔

اس کی جو ضد ہے وہ شرک ہے اور شرک ایسا جرم عظیم ہے کہ جس کی معانی اللہ رب العزت نے رکھی ہی
نہیں ہے جو بندہ بھی اس حال میں اللہ تعالیٰ کے پاس آئے کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شرکیے بنیا
ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام قرار دیا ہے جہنم اس پر دایب کر دی ہے جو بہت ہی بری جگہ ہے۔
اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لیے کئی
انبیاء و رسول کو بھیجا تاکہ وہ تمہیں اللہ کا پیغام پڑھ کر منائے جنت کی نعمتیں اور جہنم کے عذابات تمہیں پڑھ
کے نٹائیں اور سب سے آخر میں اللہ رب العزت نے آخری نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو مجموع
کیا اور انہوں نے سب سے پہلے جس چیز کی دعوت دی وہ عقیدہ توحید تھا۔ اس کتاب کے اندر سب
سے پہلے جس چیز کی دعوت کی گئی ہے وہ عقیدہ توحید ہے۔ اس کے بعد وسیلہ کی حقیقت کو بیان کیا گیا
ہے جو شرک کی ہر قسم کی بنیادی جزو ہے۔ اور وسیلہ کی ایک شکل جو تعریز ہے اس کو بڑی وضاحت کے
ساتھ بیان کیا گیا ہے تاکہ امت شرک کی ہر قسم سے نکل کر خالص اللہ کی توحید کی طرف آجائے اور اللہ
سے دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت ہمیں دنیا اور آخرت میں بھی کامیابی عطا فرمائے۔

اللہ کا تکہ بگار بندہ

آپ کا بھائی

ابوالبال عبد اللہ طارق

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحَىٰ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُنَّا

(الآيات: ٤٥)

فَاعْبُدُونِي ﷺ

دھوت تو حید

دعوت تو حیدر

عقیدہ تو حیدر اسلام کی اصل بنیاد ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جتنے بھی انبیاء و رسول علیہ السلام مبعوث فرمائے سب کی بنیادی دعوت تو حیدر ہی تھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ مِنْ قَبْلِكَ كَمَنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِيَ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَّ

وَأَنَّهُ لَنْ يُؤْمِنُ بِكَ مَنْ

”اور آپ ﷺ سے پہلے جو رسول بھی ہم نے بھیجا اس کی طرف ہی وہی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔“
ایک وہ نے تمام پر فرمایا:

وَلَقَدْ شَرِّقَ فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولاً أَرْبَعَ أَعْمَدُوا اللَّهَ وَاجْتَنَبُوا

الظَّانِغَوْتَ زَلْجَ

”ہم نے ہر امت میں ایک رسول پیش کیا اور اس کے ذریعے سے سب کو خبردار کر دیا کر اس کی عبادت کرو اور طاغوت (کی عبادت) سے بچو۔“

ایک اور مناسام پر فرمایا:

فَمَنْ يَكْفُرْ بِالظَّانِغَوْتِ وَمُؤْمِنٌ بِإِلَهٖ اللَّهِ فَقَدْ أَسْتَمْسَكَ بِالْمَرْوَدِ

الْمُؤْمِنُ لَا أَنْبَصَامَ لَهُ لَهُ

”جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا اس نے ایسا مضمون سہارا

تحام لیا جو کسی نوئے والانہیں۔

ان آیات بیانات میں اللہ دحدہ لاشریک نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ اس نے تمام انہیا درسل مکمل تھے کو تو حید کی دعوت اور طاغوت سے انکار کے لیے مبجوث کیا۔

تو حید کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہی تمام کائنات کا مالک و خوار ہے، عالم الغیب و الشادہ، ہر شے کا خالق، رازق، غوث اعظم، فریادوں، سُجَّح بخش، بندہ پرور، نظر و نیاز، منت منوتی اور سوز و پکار کے لائق، حاجت رو، مشکل کشا، بگزی بھانے والا مالک الملک، شہنشاہ، قانون ساز، فرمانرو، زندگی د موت کا مالک، لغع و نصسان کا مالک، بے نیاز اور مدیر الامور ہے۔ جب ہر شے کا خالق و مالک وہ ہے تو عبادت کا لائق بھی وہ اکیلا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کی جائے، اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے۔ طوائف و شیاطین کی عبادت سے انکار کیا جائے۔

طاغوت کی تعریف:

امام ابن قیم نے طاغوت کی جامع دائم تعریف کا یہ ذکر کیا ہے:

اَنَّطَاغُوتُ كُلُّ مَا تَحْاوِرَ بِهِ النَّاسُ حَدَّةً مِنْ مُعْبُدٍ أَوْ مُتَبَّعٍ أَوْ
مُطَلِّعٍ فَطَاغُوتُ كُلُّ قَوْمٍ مَنْ يَتَحَاكَمُونَ إِلَيْهِ غَيْرُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ أَوْ
يَعْبُدُونَهُ مِنْ بُرُونَ اللَّهِ أَوْ يَتَبَعُونَهُ عَلَى غَيْرِ بَصِيرَةٍ مِنَ اللَّهِ أَوْ يَطِيعُونَهُ
بِهِمْ لَا يَقْلِمُونَ أَنَّهُ طَاغُوتٌ لِلَّهِ!!

”طاغوت ہر وہ چیز ہے جس کی وجہ سے انسان اپنی حد سے تجاوز کر جائے خواہ عبادت میں یا اجراء میں یا اطاعت میں۔ ہر قوم کا طاغوت وہی ہے جس کی طرف وہ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے فیصلہ کے لیے رجوع کرتے ہیں یا اللہ کے سوا اس کی پرستش کرتے ہیں یا بالادلیں اس کی اہمیت کرتے ہیں یا اس کی اطاعت بغیر اس طم کر کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔“

ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دیا ہے اور شیاطین و طواعیت کی عبادت سے اعتباً کا حکم یا ہے، دور حاضر میں ایسے افراد کی کثرت موجود ہے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اہل قبور کو مشکل کھانا، حاجت رو، فتح دلکست کامالک، اولاد اور روزی رسال سمجھتے ہیں۔ صوفیا کے مزارات اور آستانوں پر حاضر ہو کر نذریں، نیازیں چڑھاتے ہیں اور ان کی قبور پر بحمدہ ریز ہو کر اپنی حاجات پیش کرتے ہیں اور ان کا تنرب حاصل کرنے کے لیے ان کے نام پر جانور دن بھج کرتے ہیں اور انہیاں اولیاء اور پیروں نقیر دل کی مرادیں پوری کرنے والا سمجھتے ہیں اور یہ تقدیم درکھتے ہیں کہ ان پاک باز صحنوں کو اللہ تعالیٰ نے غیبی اور اسیاب سے بالآخر ردهانی قوت و راصف دے رکھی ہے اور یہ بزرگ مانعوں الفطری قوت کے ذریعے ہماری مشکلات حل کرتے ہیں یا اللہ تعالیٰ سے منوا کر پوری کردیتے ہیں اور ایسے وسائل و وسائل کو عقیدے کا جزو سمجھتے ہیں، یہ عقیدہ سراسر شرک ہے اور اس کا مرکب شرک ہے۔

درج ذیل سطور میں اس کا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے:

شرکیں کا اللہ کے بارے میں عقیدہ

شرکیں مکمل اللہ تعالیٰ کی ذات کا اقرار کرتے تھے، اسے خالق دمکت، سورج و چاند، مستقر کرنے والا، روزی رسال اور رحمت و حیات کامالک قرار دیتے تھے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَمَّا سَمِعُوا رُؤْسَ الْكُوْنَمَ مِنَ الْسَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمْنَتْ بَعْلَمُ الْأَسْمَعِ وَالْأَبْصَرِ
وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَقَّ مِنَ الْمِيَتِ وَيُخْرِجُ الْمِيَتَ مِنَ الْحَقِّ وَمَنْ يُدْمِدِ
الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُمَّ هَذِهِ أَفْلَى لَنَفْوُنَ (۱۳۱)

”آپ ﷺ کہہ دیں کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے یہ سماعت اور بینائی کی تو عمل کس کے اختیار میں ہیں؟ کون یہ جان میں سے جاندار کو اور جاندار

میں سے بے جان کو نکالتا ہے؟ کون اس لفظ دعالم کی مدیر کر رہا ہے؟ وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ، کہو پھر تم (حقیقت کے خلاف چلنے سے) پر ہیز کیوں نہیں کرتے؟“

ایک اور مقام پر فرمایا:

قُلْ لِيَنِ الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١﴾ سَيَقُولُونَ
بِنَهْرٍ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُوْكَ ﴿٢﴾ قُلْ مَنْ رَبُّ الْمَسَرَّاتِ الْكَسِيجِ وَرَدِّهِ
الْمَكْرِشِ الْعَظِيمِ ﴿٣﴾ سَيَقُولُونَ كَلِيلٌ شَيْءٌ وَهُوَ يُحِيدُ وَلَا يُجْعَلُ عَلَيْهِ إِبْرَاهِيمَ
مَنْ يَدْعُوهِ مَلَكُوتُ كَلِيلٌ شَيْءٌ وَهُوَ يُحِيدُ وَلَا يُجْعَلُ عَلَيْهِ إِبْرَاهِيمَ
كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤﴾ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ فَأَنِّي تُسْحَرُونَ ﴿٥﴾ (المونون)

”ان سے کہہ دیجئے ہتاو! اگر تم جانتے ہو کہ یہ میں اور اس کی ساری آبادی کس کی ہے؟ یہ ضرور کہیں گے اللہ کی، کہو پھر تم سوچتے کیوں نہیں۔ ان سے پوچھو ساتوں آسمان اور عرش عظیم کا مالک کون ہے؟ یہ ضرور کہیں گے اللہ، کہو پھر تم ڈرتے کیوں نہیں؟ ان سے کہو ہتاو! اگر تم جانتے ہو کہ ہر جیز پر اقتدار کس کا ہے اور کون ہے وہ جو پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا؟ یہ ضرور کہیں گے یہ بات تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، پھر تم کہو کس جادو کے فریب میں پڑے ہو؟“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَئِنْ سَأَلْتُهُمْ مَنْ خَلَقَ الْشَّمَوْرَ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
لَيَقُولُنَّ اللَّهُ فَأَنِّي بِنُوقَتِكُوْنَ ﴿١﴾ اللَّهُ يَسْتُطِعُ أَنْزَلَ فَلِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِنَادِهِ.
وَيَقْدِيرُ لَهُ إِنَّ اللَّهَ يُكْلِلُ شَيْءٍ عَلَيْهِ ﴿٢﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتُهُمْ مَنْ زَرَّ مِرْكَبَ
الْسَّمَاءِ مَاءً فَأَنْجِبَاهُ الْأَرْضَ مِنْ نَعْدِ مَوْتَاهَا لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلْ الْحَمْدُ

(العنکبوت ۶۱-۶۲)

بِلَّا إِلَهَ إِلَّا هُنَّ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٦٢﴾
 ”اور اگر تم ان لوگوں سے پوچھو آسانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے اور سورج
 اور چاند کو کس نے مسخر کیا ہے تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔ پھر یہ کہہ سے دھوکہ کما
 رہے ہیں؟ اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں میں سے جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا
 ہے اور جس کا چاہتا ہے بھگ کرتا ہے سچینا اللہ تعالیٰ پر چیز کا جانے والا ہے اور اگر تم
 ان سے پوچھو کس نے آسمان سے پانی برسایا اور اس کے ذریعے سے مردہ پڑی ہوئی
 زمین کو زندہ کر دیا تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے۔ کہواحمدللہ مگر ان میں سے اکثر لوگ
 سبیل عقل ہیں۔“

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَلَيْسَ سَالَتْهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لِيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلْ أَلْحَمْدُ
 لِلَّهِ مَلَّ أَحَقَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٥﴾
 (القمان: ۲۵)

”اور گر آپ (علیہ السلام) ان سے پوچھیں آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا کون
 ہے؟ تو یہ ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ۔ کہواحمدللہ مگر ان میں سے اکثر لوگ جانتے
 نہیں۔“

اس طرح فرمایا:

وَلَيْسَ سَالَتْهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لِيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلْ
 أَفَرَبِّ شَيْءٍ مَا تَذَكَّرُونَ إِنْ دُوْنِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ فِيَ اللَّهُ يَصْرِيْهِ هَلْ هُنَّ
 حَسَنِيْتُ صُرُوْتَهُ أَوْ أَرَادَ فِيَ بِرَحْمَةِ هَلْ هُنَّ مُسِكِنُتَ رَحْمَتِهِ
 هَلْ حَسِيْنَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَسَّلُ الْمُتُوَكِّلُونَ ﴿٣٨﴾
 (الworm: 38)

”اور ان لوگوں سے اگر تم کہو کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا کون ہے؟ تو یہ

نوجہر لور نجع

دعوت تو حید

ضرور کہیں گے اللہ، آپ (علیہ السلام) کہہ دیں جب حقیقت یہ ہے تو تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر اللہ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا تمہاری یہ دیویاں جنمیں تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو، مجھے اس کے پہنچانے ہوئے نقصان سے بچالیں گی؟ یا اللہ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا یہ اس کی رحمت کرو دکھیں گی؟ بس ان سے کہہ دو کہ میرے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے، بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

اسی طرح فرمایا:

وَلَيْسَ سَائِلَتَهُمْ مَنْ حَلَفَهُمْ لِيَقُولُوا إِنَّمَا قَاتَنَنَا يُونَقُوكُونَ (الزمر - ۱۸۷)

”اور اگر آپ (علیہ السلام) ان سے پوچھیں انہیں کس نے پیدا کیا؟ تو یہ خود کہیں گے اللہ تعالیٰ نے پھر کہاں سے یہ دھوکہ کھا رہے ہیں؟“

مشترکین مکہ سخت تکالیف میں صرف اللہ کو پکارتے تھے

مشترکین مکہ اگر چڑھاں حالات میں اپنے معبود ان باطلہ کو پکارتے تھے، مگر شدید ترین مشکلات اور مصائب و آلام میں ایک اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فُلُلْ أَرْهَىٰ تَنْكِيمٌ إِنْ أَتَنْكِيمُ عَذَابَ اللَّهِ أَوْ أَتَنْكِيمُ السَّاعَةُ أَغَمِّهِ اللَّهُ تَدْعُونَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٠٢﴾ بَلْ إِيَاهُ تَدْعُونَ فَيَكْتَشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ وَتَنْسُونَ مَا تُشْرِكُونَ ﴿١٠٣﴾

(الأنعام: ۱۰۲، ۱۰۳)

”ان سے کہو ذرا غور کر کے بتاؤ اگر تم پر اللہ کی طرف سے کوئی مصیبت آ جاتی ہے یا آخری گھری آپنی ہے تو کیا اس وقت تم اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہو؟“
بلو! اگر تم سچے ہو۔ اس وقت تم اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہو پھر اگر وہ چاہتا ہے تو اس مصیبت کو تم سے ٹال دیتا ہے۔ ایسے موقعوں پر تم اپنے تھہرائے ہوئے شریکوں کو

بھول جاتے ہے۔“

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جب شرکین پر کوئی بڑی آفت و مصیبت آجائی یا سوت اپنی بھی انکے صورت میں آکھڑی ہوتی تو اس وقت انہیں ایک اللہ کے سوا کوئی دامن بنا نظر نہیں آتا تھا۔ بڑے بڑے شرکین ایسے موقع پر اپنے مشکل کھادوں کو بھول جاتے تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فُلْ مَنْ يُنْجِيْكُوْ مِنْ ظُلْمِكُوْ لِلَّهِ وَالْبَحْرُ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا وَحُفْيَةً لِّيْنَ
أَنْجَحَنَا مِنْ هَذَا وَ لَتَكُونَنَّ مِنَ الظَّاهِرِيْنَ قُلِّ اللَّهُ يُنْجِيْكُمْ وَمُنْهَا وَمِنْ كُلِّ
كَرْبِ شَهَدَتُمْ أَنَّمِنْ تُنْجِيْكُوْنَ لِلَّهِ (الأنعام، ٦٣)

۱۰۔ نبی ﷺ! ان سے پوچھو صحر اور سمندر کی تاریکیوں میں کون تمہیں خطرات سے نجات دیتا ہے؟ کون ہے جس سے تم (المصیبت و مشکل) میں گزرنا کر اور ڈپک ڈپک دعا کیں مانگتے ہو؟ کس سے کہتے ہو کہ اگر اس بلاء اس نے ہم کو پھالیا تو ہم ضرور شکر گزار ہوں گے؟ کہا اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے اور ہر تکلیف سے نجات دیتا ہے پھر تم وسرود کو اس کا شریک بناتے ہو۔“

معلوم ہوا کہ تمام اختیارات کا مالک اور عقائد کل صرف اللہ وحدہ لا شریک ہے، تمام قسمتوں کی بائگ ڈوراں کے ہاتھ میں ہے۔ شرکین مکہ نجت مشکلات میں اور جب تمام اسباب کے رشتے ٹوٹنے نظر آتے تو بے اختیار اسی کی طرف رجوع کرتے تھے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ ان کی مشکل کھانی کر دیتا، رزق کی فراہمیاں کر دیتا تو وہ اپنے مسیوداں یا طلاق کو داتا اور قسمتوں کا مالک سمجھنے لگتے اور ان کے نام کی نذر میں نیازیں پڑھاتا شروع کر دیتے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِذَا مَسَّ الْأَرْضَ أَلْصَرَ دَعَانَا لِجَنِيْمَهُ أَوْ قَاعِدَأَوْ قَابِيْلَ مَا فَلَقَنَا كَعْنَانَا

عَنْهُ صَرَّةٌ سَرَّ كَانَ لَهُ يَدْعُنَا إِلَى صُرُّ مَسَّهُ كَذَلِكَ ذُرِّ

لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ①

(بُوك ۱۲)

”انسان کا حال یہ ہے کہ جب اس کوئی سخت وقت آتا ہے تو کھرے اور بیٹھے اور لیٹے ہم کو پکارتا ہے مگر جب ہم اس کی مصیبت تال دیتے ہیں تو ایسے جل لھتا ہے کہ گویا اس نے بھی اپنی مشکل میں ہمیں پکارا ہی نہ تھا، اسی طرح حد سے گزر جانے والوں کے لیے ان کے کرتوت خوش نہایات یہ گئے ہیں۔“

ایک اور مقام ملاحظہ کیجیے:

وَإِذَا أَدْفَقَنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَمَا نَعْدِ صَرَّةَ مَسَّهُمْ إِذَا الْهُرُمَ مُكْرِرٌ فَإِنَّمَا قُلَّ أَسْرَعُ مَكْرُرًا إِنَّ رُسُلَنَا يَكْنِيُونَ مَا تَكْرُرُونَ ② هُوَ الَّذِي بُشِّرَ بِكُرُورٍ فِي الظَّرْ وَالْحَرَّ حَتَّى إِذَا كُنْتُرْ فِي الْمَلَكِ وَجَرِينَ يَهُمْ بِرِيحٍ طَيْبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَهُمْ رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاهَهُمُ الْمَرْغُبُ بِنَ كَلْ مَكَانٍ وَطَلُوَّا إِنَّمَا أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوْا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الَّذِينَ لَمْ يُنْجِيْنَا مِنْ هَذِهِ الْكَوْنَتِ مِنَ الشَّاكِرِينَ ③ فَلَمَّا أَجْعَنَهُمْ إِذَا هُمْ سَعُونَ فِي الْأَرْضِ يَقْدِرُ الْحَقَّ ④

”لوگوں کا حال یہ ہے کہ مصیبت کے بعد جب ہم ان کو رحمت کا مزا اچھاتے ہیں تو فوراً ہی وہ ہماری شانوں کے معاملہ میں چال بازیاں شروع کر دیتے ہیں۔ ان سے کہاں شامیں تمہیر میں تم سے زیادہ تمیز ہے، اس کے فرشتے ہماری سب مکاریوں کو قلم بند کر دیتے ہیں، وہ اللہ ہی ہے جو تم کو شکلی اور تری میں چلا تائیں چنانچہ جب تم کشیوں میں مواروں کو کہا دماق پر فرحاں دشاوں مفرکر دے ہو تو ہوا در ہماری کا یک بادخالف کا زور ہوتا ہے اور ہر طرف سے موجودوں کے تمیز گلتے ہیں اور مسافر سمجھ لیتے ہیں کہ طوفان میں گھر گئے ہیں، اس وقت سب اپنے

دین کو خالص اللہ کے لیے کر کے اس سے دعائیں مانگتے ہیں کہ اگر تو نے ہمیں اس طوفان سے نجات دے دی تو ہم ہلکر گزار بندے بن جائیں گے، مگر جب اللہ نجات دے دیتا ہے تو ہم وہی حق سے مخفف ہو کر بغاوت کرنے لگتے ہیں۔“

اسی طرح فرمایا:

وَمَا مَكُّمْ مِنْ يَقْعِدَ فِيمَنَ اللَّهُ شَاءَ إِذَا أَسْكَمْ الظُّرُفَ فَإِنَّهُمْ يَعْتَزِزُونَ لَهُمْ
شَاءَ إِذَا كَشَفَ الظُّرُفَ عَنْكُمْ إِذَا هُرِيقٌ مَنْكُمْ يُرَيْهُمْ يُشَرِّكُونَ لَهُمْ (الاسراء ۱۵۲)

”اوہ ہمیں جو نعمت بھی حاصل ہے اللہ ہی کی طرف سے ہے پھر جب کوئی سخت وقت تم پر آتا ہے تو تم لوگ اپنی فریادیں لے کر اسی کی طرف دوڑتے ہیں مگر جب اللہ تھماری مشکل کشائی کروتا ہے یا کا یک تم میں سے ایک گروہ اپنے رب کے ساتھ وسروں کو شریک بنانے لگ جاتا ہے۔“

وَإِذَا أَسْكَمْ الظُّرُفَ فِي الْخَرَ سَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِنَّهُمْ هُنَّ الْمُنْتَكِبُونَ إِلَى اللَّهِ
أَنْفَقُ مِثْمَ وَكَانَ الْإِنْسَنُ كَفُورًا (الاسراء ۶۷)

”اوہ جب سندھر میں تم پر مصیبت آئی ہے تو اس کے علاوہ وسرے جن جن کو پکارتا ہے وہ سب گم ہو جاتے ہیں، مگر جب وہ ہمیں نجات دے کر فٹکی پر پہنچا دیتا ہے تو اس سے من مول جاتے ہو، انسان واقعی بدانہ ہکرا ہے۔“

فَإِنَّمَا رَحْبَرُوا فِي الْمُلْكِيِّ دَعَوْا اللَّهَ مُعْلِصِينَ لَهُ الْأَذِقَنَ فَلَمَّا بَعْثَنَهُمْ إِلَى
الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشَرِّكُونَ (العلجبوت ۶۵)

”جب یہ کسی پر سوار ہوتے ہیں تو اللہ کے لیے عبادت کو خالص کر کے اسے پکارتے ہیں پھر جب وہ انہیں پیچا کر فٹکی پر لے آتا ہے تو یا کا یک یہ شرک کرنے لگتے ہیں۔“

وَلَمَّا عَشِيهُمْ مَوْجٌ كَالظَّلَلِ دَعَوْا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الَّذِينَ فَلَمَّا جَاءَهُمْ
إِنَّمَا أَنْتَ فِيْهُمْ مُفْتَصِدٌ وَمَا يَحْمَدُ عَابِرِنَا إِلَّا كُلُّ خَتَارٍ كَمُورٍ

”اور جب (سندر میں) ان لوگوں پر ایک موج ساتبالوں کی طرح تھا جاتی ہے تو یہ اللہ کو پکارتے ہیں، اپنی پکار کو اسی کے لیے خالص کر کے پھر جب وہ انہیں بچا کر خلکی تک پہنچا دیتا ہے تو ان میں سے کچھ اعتدال پر رہتے ہیں، ہماری نشانوں کا انکار غدار اور ہمدرے کے سوا کوئی نہیں کرتا۔“

وَإِذَا مَسَّ الْأَسَاسَ صَرُّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُسْبِطِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُمْ مِنْهُ

يَخْمَهُ إِذَا قَرَبُ مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ لَشْرِكُونَ ﴿٣٣﴾ (المردوم)

”لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب انہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اسے پکارتے ہیں پھر جب وہ کچھ انہیں اپنی رحمت کا ذائقہ چکھا دیتا ہے تو یا کیا کچھ لوگ ان میں سے شرک کرنے لگتے ہیں۔“

وَإِذَا مَسَّ الْأَدَنَ صَرُّ دَعَارِبَهُمْ مُسْبِطِينَ إِلَيْهِمْ إِذَا حَوَّلَهُمْ يَقْعَمَةً بَتَّهُ

فَيَوْمَ مَا كَانَ يَدْعُو أَيْتَهُمْ قُلْ وَحَعَلَ سَوْلَانَدَادَ لِيُضْلَلَ عَنْ سَبِيلِهِ هُنْ

مُسْتَعِي بِحُكْمِكَ فَلِلَّهِ إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ الْأَنَارِ ﴿٤٨﴾ (الثوبان)

”انسان پر جب کوئی آفت آتی ہے تو وہ اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اسے پکارتا ہے پھر جب وہ اس کا رب اسے اپنی نعمت سے نواز دیتا ہے تو وہ اس مصیبت کو بھول جاتا ہے جس پر وہ پہلے پکار رہا تھا اور دوسرا ہستیوں کو اللہ کا حصہ دار بناتا ہے تاکہ اس کو راہ سے گمراہ کر دے اس سے کوئی تھوڑے دن اپنے کفر سے فائدہ اٹھائے یقیناً جہنم میں جانے والا ہے۔“

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کا ذکر کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو مشکلات و مصائب اور دکھ درد میں حاضر و ناصر بھجھ کر پکارتے تھے، غلام امواج جونہایت خطرناک ہوتی ہیں، ان میں جب پیش جاتے تو اس وقت صرف ایک اللہ کو مشکل کشا اور حاجت روائیت ہے اور خالص پکار کا وعدہ بھی کر لیتے۔ جب وہ انہیں نجات دے دیتا تو کہتے مجھے فلاں معبدو نے اس مصیبت سے بچا لیا ہے لیکن آج کل کے لوگ کلمہ شہادت پڑھنے کے باوجود یہ نظرہ لگاتے ہیں۔

يَا مُعْنَى الدِّينِ چنی
لَكَ دَعَةٌ يَارَ مَهْرِيَ كُشْتیٰ
كُلُّ هُمَّ وَ غَمَّ مُسِيَّحِلِّیٰ
بِوَلَادِتِكَ يَا عَلَیٰ يَا عَلَیٰ يَا عَلَیٰ
نَادَ غَلِیٰ مَظَاهِرَ الْفَجَائِیٰ
نَجْدَهُ عَوْنَآ لَكَ فِی النَّوَائِبِ

یعنی علیؑ جو عجایبات کا مظہر ہیں، انہیں پکاریں تو مشکلات و مصائب میں اپنا مدکار پائیں گے، ہر دکھ درد ضرور تیری دلایت کے ذریعے دور ہوتا ہے۔ اے علیؑ۔ اے علیؑ۔ اے علیؑ۔ ۱

عکرمہ بن ابی جہل کا اسلام قبول کرنا

جب کہ مجھ ہوا تو عکرمہ بن ابی جہل ڈر کر بھاگ لگا اور کشتی پر اس خیال سے سوار ہوا کہ ملک جہش چلا جائے لیکن باور نہ دخیز نے کشتی کو تحریکیا تو کشتی والوں نے ایک دمرے سے گھوڑا

“أَخْلَصُوا إِلَيْكُمُ الدُّعَاءَ فَإِنَّمَا لَا يُسْجِنُهُنَا إِلَّا هُوَ”

روحوں کی دنیا ۱۶۳ احمد رضا خان ا

دھنوت تو حید

وَسَمِير (اور نعم)

”اپنے رب کو خالص پکارو یہاں اس کے علاوہ کوئی نجات نہیں دے سکتا۔“

یہ بات سن کر مکرمہ نے کہا:

”وَاللَّهِ لَيْسَ كَانَ لَا يُسْجِنُ فِي السُّجُونَ عَتَّرَةً فَإِنَّهُ لَا يُسْجِنُ فِي الْأَرْضِ أَبْعَدَهُ
غَيْرَهُ۔“

”اللہ کی حرم اگر سندھ میں ایک اللہ کے سوا کوئی نجات نہیں دے سکتا تو نسلکی میں
بھی اس کے سوا کوئی نجات دہندا نہیں ہے۔ اے اللہ! مجھ پر مہد ہے کہ اگر میں یہاں
سے صحیح سلامت نکل گیا تو میں محمد ﷺ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دوں گا اور میں آپ محمد ﷺ کو
ضد در وف پاؤں گا۔“

پھر مکرمہ بن ابی جہل نے آکر اسلام قبول کر لیا۔

اہل عرب کو مشرک کیوں کہا گیا؟

ان آیات میانات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ مشرکین مکہ صرف یہ
نہیں کہ ذات ہاری تعالیٰ کا اقرار کرتے تھے بلکہ آسمانوں اور زمین کا غالق، سماعتوں اور
بینائی کی قوتوں کا مختار و مالک، رازق، مدیر الامور، پناہ دینے والا، لفظ و نقصان کا مالک بھی
سمجھتے تھے اور سخت مذکولات میں خالص اسے ہی پکارتے تھے، پھر سوال یہ ہے کہ انہیں مشرک
کیوں قرار دیا گیا؟

اس بات کا جواب قرآن حکیم کے مطالعہ سے ماف صاف واضح ہوتا ہے کہ وہ کچھ
ہستیوں کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مافق الاصاب
اقتیار دیتے گئے ہیں اور یہ سمجھتے تھے کہ وہ ہستیاں ہماری سفارش کر کے ہماری مرادیں پوری کر
لے۔

۱) تفسیر ابن کثیر: ۴۶۴۸، تفسیر سورۃ العنكبوت۔ بیزانس الفاظۃ فی معرفۃ الصحاۃ: ۵۱ و
۲) الصحاۃ فی تفسیر الصحاۃ: ۴۹۷۲ میں ہی کہ لوگوں نے کہا: أَخْلَصُوا عَانَ الْمُكْتَبَ لَأَنَّهُ
— كُمْ هُنَّا شَيْءٌ — حانعِ اللہ کو پکارو، نہماں معودو دیہاں کوچھ کام نہیں انسان گی۔
— ساتھی، آئتات المحاربة الحکم فی البرنڈ: ۴۰۸۷: — البداۃ و النہادہ: ۱۰۵/۱۰۶

دینی ہیں اور ہمیں اللہ کے قریب کر دینی ہیں ہے ان کی عبادت قرار دیا گیا ہے۔

کیا مشرکین صرف بتوں کی عبادت کرتے ہیں

فُلْ أَذْعُوا إِلَّا بِنَحْنِ رَعَيْشَدْ مِنْ دُونِنَا فَلَا يَمْلِكُوكَ كَثْفَ الْعَصْرِ عَسْكُمْ وَلَا
تَحْيِدْ بِلَامَكَ لَوْلَاهُكَ الَّذِينَ يَدْعُونَكَ يَنْتَغِيْرُكَ إِلَى دِينِهِمُ الْوَسِيلَةُ أَيْمَنُهُمْ
أَفْرَيْبَ وَمَرْحُوبَ رَحْمَتَهُ وَيَحْافَوْكَ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ تَحْذِيْرَهُ
(الاسراء: ۵۶، ۵۷)

ب سے پہلے ان مستوں کے بارے میں آیات قرآنیہ ملاحظہ کریں کہ وہ بت سکھے یا
صالحین ہندے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"تم فرمادا! پکار دل انہیں جن کو اللہ کے سوا گمان کرتے ہو وہ احتیار نہیں رکھتے تم
سے مکالیف دور کرنے اور نہ پھیر دینے کا۔ وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوچھتے
ہیں وہ آپ ہی رب کی طرف دستیہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب
ہے، اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے
شک تمہارے رب کا عذاب ذرکی چیز ہے۔" (عیم الدین مراد آبادی اسکی تعریف میں رقم ہیں)۔

کفار جب قحط شدید میں جلتا ہوئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ کتنا اور مردار کھائے اور
سید عالم ﷺ کے حضور میں فریاد لائے اور آپ ﷺ سے دعا کی التجاکی، اس پر یہ آیت
نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ جب مقرب لوگوں کو خدا مانتے ہو تو اس وقت انہیں پکارو اور وہ
تحماری مدد کریں اور جب تم جانتے ہو کہ وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے تو کیوں انہیں معبد
ہٹاتے ہو؟

پھر آگے مقبول بندوں کے بارے میں لکھتے ہیں : جیسے حضرت عیسیٰ حضرت عزیزؑ

ترجمہ احمد رضا خان بریلوی

اور ملائکہ۔

مولوی احمد رضا خان اور نعیم الدین مراد آبادی کی اس توضیح سے معلوم ہوا کہ مشرکین جن ہستیوں کو پکارتے تھے وہ اللہ کے مقبول و مقرب بندے حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیز اور ملائکہ تھے۔ امام ابن کثیرؓ رہنمائے ہیں:

«فُلِّي أذْغَوَا الْذِينَ زَغَمْتُمُّ» الایہ۔ قال: كَانَ أَهْلُ الْبَرِّ كَيْفُولُونَ فَعَدَ الْمَلَائِكَةُ وَالصَّيْحَةُ وَالْعَرَبَرَ «عبداللہ بن عباس نے اس آیت کریمہ کے بارے میں فرمایا: مشرکین کہتے تھے کہ ہم فرشتوں، عیسیٰ اور عزیز علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں۔» اسی طرح یہی تفسیر مجاہد سے بھی منقول ہے۔

علامہ سید محمود آلویؒ نے عبد الرزاق، ابن الی شیبہ، بخاری، نسائی، طبرانی وغیرہ سے عبد اللہ بن مسعود کا فرمان نقل کیا ہے کہ:

«كَانَ نَفَرٌ مِّنَ الْأَنْسَ بَعْدُونَ نَزَّلَنِيَ الْجِنُّ فَأَسْلَمَهُ النَّفَرُ مِنَ الْجِنِّ دَرْمَشَتُ الْأَنْسِيُونَ بِعِيَادَتِهِمْ فَرَزَّلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ» ⑥

”انساںوں کا ایک گروہ جنوں کے ایک گروہ کی عبادت کرتا تھا، جنوں کے گروہ نے اسلام قبول کر لیا اور انساںوں نے ان کی عبادت کو قائم لیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔“

اور عبد اللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ:

إِنَّهَا نَزَّلْتَ فِي الْذِينَ أَشْرَكُوا بِاللَّهِ تَعَالَى فَعَبَدُوا عِيسَى وَأُمَّهَ وَعَزِيزًا وَالشَّمْسَ وَالقَمَرَ وَالْكُوَاكِبِ ⑦

ص: ۱۱۱ حادیہ تیر: ۱۱۸۔ ⑥ امن کتب: ۵۳/۳۔ ⑦ روح المعانی: ۶۷/۱۰۔

روح المعانی: ۹۸۰/۷۱۵۔ بیز دیکھیں: یمساوی: ۲۷۷، تفسیر مدارک: ۴۰۸، تفسیر

حدائق: ۴۶/۶، تفسیر مقوی: ۳۳۰، تفسیر میرزا: ۱۱۲۰۔

محکم دلائل و برائین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یہ آیت کریمہ ان لوگوں کے متعلق تازل ہوئی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا سوانحہوں تے عصیٰ اور ان کی ماں مریمؑ عزیز سورج، چاند اور ستاروں کی عبادت کی۔“

مندرجہ بالاقریر سے معلوم ہوا کہ مشرکین عرب صرف بتوں کی عبادت ہی نہیں کرتے تھے بلکہ وہ عصیٰ۔ سیدہ مریمؑ جنوں، فرشتوں، سورج، چاند، اور ستاروں کی بھی عبادت پرستش کرتے تھے تو یہ آیت کریمہ تازل کر کے اللہ تعالیٰ نے ان کے عقیدے کی ترویہ کر دی اور واضح کر دیا کہ یہ کشتیاں و کھدوڑ کرنے کی طاقت نہیں رکھتیں اور نہ ہی مشکل کشا اور دامات ہو سکتی ہیں۔ جب عصیٰ عزیزؑ جیسے جلیل القدر غیر مشکل و مصیبت دور کرنے کی قوت و طاقت نہیں رکھتے تو پھر علی ہجوری گنج بخش اور داتا کیسے ہو سکتے ہیں اور معین الدین جہشی دغیرہ کیسے کشتیاں پار نہ کسکتے ہیں؟ باہا شاہ جمال کیسے خوبصورت درخواست لال بیٹھے عطا کر سکتا ہے؟

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَيَوْمَ يَحْشِرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَكَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ إِنَّمَا أَخْلَقْتُمْ بِعِكَارِي هَذِهِلَّا إِنَّمَا هُنْ مُضْلَلُوُ الْسَّبِيلِ (۱۸) قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا مَا كَانَ يَبْغِي لَنَا أَنْ تَسْخِذَنَا مِنْ دُونِكَ مِنْ أُولَئِكَ وَلَكُنْ مَسْعَاهُمْ وَأَكْسَاهُهُمْ حَتَّى نَسُوا اللَّذِي سَخَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا (۱۹) (الفرقان: ۱۸، ۱۹)

”اور جس دن اکھڑا کرے گا انہیں (یعنی مشرکین کو) اور جن کو اللہ کے سواب پر جتنے ہیں پھر ان معبودوں سے فرمایا جائے گا کیا تم نے گراہ کر دیے یہ میرے بندے یا خود ہی راہ بھولے۔ وہ عرض کریں گے پا کی ہے تھے، ہم سزاوارت تھے کہ تیرے سوا کسی اور کو مولا بنا کیں لیکن تو نہ انہیں اور ان کے باپ وادوں کو برنتے دیا رہاں تک کروہ تیری یا دبھول گئے اور یہ لوگ تھے ہی ہلاک ہونے والے۔“

یہ سعید عیسیٰ، عنزہ اور ملائکہ تھے۔

جیسے فرمایا:

فَلِأَذْعُوا الَّذِينَ رَأَيْتُمْ إِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الْفَتْرِ عَنْكُمْ وَلَا
تَحْوِي بِلَالٍ هُنَّ أُولَئِكَ الَّذِينَ بَدَعُوكُمْ يَنْقُوفُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةُ إِلَّا هُمْ
أَقْرَبُ وَرِجُونَ رَحْمَةَ وَيَخَافُونَ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مُحَمَّدًا

(الإسراء: ١٦، ١٧)

”اور جب اللہ تعالیٰ کہے گا اے عیسیٰ ابن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ
اللہ تعالیٰ کے سوا مجھے اور میری ماں کو دالہ بنالو، تو وہ جواب میں عرض کریں گے کہ
”سچان اللہ“ سما کام یہ نہ تھا کہ وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا اگر میں
نے اسکی بات کہی ہوتی تو آپ کو ضرور علم ہوتا، آپ جانتے ہیں جو کچھ میرے دل
میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ آپ کے دل میں ہے۔ آپ تو ساری پوشیدہ
حقیقوں کے عالم ہیں، میں نے ان سے اس کے سوا کچھ نہیں کہا جس کا مجھے حکم دیا
تھا، یہ کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَيَوْمَ يَحْمِلُهُمْ جَيْعَانٌ مَمَّا يَمْوَلُ لِلْمَآتِيِّ كَمَّا هَنَّ لَهُمْ إِنَّا كُنَّا
كَانُوا يَعْبُدُونَ وَيَوْمَ قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِشَانًا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ

أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ

(سما: ٤٤٤)

۱۱۳۔ مکاری: ۴۲۰/۴۔ سعید: ۴۲۰/۶۔ بخاری: ۱۳۷/۲۔ روح المعانی: ۳۲۵/۱۸۔ انہیں تکہر:

۳۴۲/۳۔ سعید: ۳/۳۔

”اور جس دن وہ تمام انسانوں کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے کہہ گا کیا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کیا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے تیری ذات پاک ہے تو ہمیں ہمارا کار ساز ہے، اس کے علاوہ بلکہ یہ جنوں کی عبادت کرتے تھے اور ان میں سے اکثر ان پر ایمان لائے ہوئے تھے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَحَمَلُوا الْمَنَاطِقَ كَذَلِكَ أَدْبَرَهُمْ عَدْلُ الرَّحْمَنِ إِنَّهُ لَنَعِيْهُ وَأَخْلَقَهُمْ
سَلَكَهُمْ سَلَكَهُمْ وَلَمْ يَنْعُلُوْنَ (۱۷) وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ الرَّحْمَنُ مَا عَدَدُهُمْ
مَا لَيْهُمْ إِنَّهُمْ مِنْ عَلِيْرِ إِنْ هُنْ إِلَّا عِصْرُ مُسْوَنٍ (۲۰۰۱۹) (الزمر - ۲۰۰۱۹)

”اور انہوں نے فرشتوں کو رحمان کے بندے، عورتیں ٹھہرایا، ان کے ہناتے وقت یہ حاضر تھے، اب لکھ لی جائے گی ان کی گواہی اور ان سے جواب طلب ہو گا اور یوں اگر میں چاہتا ہم انہیں نہ پوچھتے، انہیں اس کی حقیقت کچھ معلوم نہیں، یونہی انکھیں دوڑاتے ہیں۔“

ان آیات سے معلوم ہوا کہ شرکیں جن کی عبادت کرتے تھے ان میں فرشتے اور جن بھی تھے، شرکیں کے معبودوں کے بارے میں فرمایا:

أَفَرَأَيْمُ الْكُلَّتَ وَالْعَزِيزَ (۱۷) وَمِنْهُمْ أَكْثَرُهُمْ أَلَا حُكْمَنَ (۱۸) (۱۰۰۱۹)

”اب ذرا ہماؤ! تم نے کبھی اس لات اور اس عزیزی اور تیری ایک دیوی منات کی حقیقت پر غور کیا ہے؟“

صحیح بخاری میں ہے:

: عَنْ أَبِي عَثَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَوْلِهِ (اللَّاتُ وَالْعَزِيزُ) كَذَلِكَ

(۱) برجم، حدی و مسلم

(۲) صحیح بخاری، کتاب الصغر، باب (ابر، ذم اللات، العزیز) ب ۵۹۰

اللَّاتُ رَجُلًا يَلِئُ سَوْبِقَ الْخَاجَةِ ۚ ۷

”عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ لات ایک آدمی تھا جو حامیوں کے لیے ستو گھولہ تھا۔“

اس سے معلوم ہوا کہ لات ایک اچھے طرز کا آدمی تھا۔

اسی طرح عزیز ایک عورت تھی جس کا بت بنا کر شرکیں پوچھتے تھے، اس عزیزی بت کو خالد بن ولید نے گرا یا تھا۔ ۲

نوحؑ نے جب اپنی قوم کو دعوت توحیدی توقیم نے کہا:

وَقَاتُوا لَا نَذَرْنَ إِلَهَكُمْ وَلَا نَذَرْنَ وَدَأَوْلَا مُوَاعِدَأَوْلَا يَعْوَثَ وَيَعْوَفَ وَدَشَرَا ۝ ۱۰۳ ۱۰۴

”اور انہوں نے کہا ہر گز شچھوڑ و اپنے معبودوں کو اور شہچھوڑ و دو اور سواع کو اور

نیغوث و یعوق اور نسر کو۔“

عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:

اَسَمَاءُ رَجَالٍ صَالِحِينَ مِنْ قَوْمٍ مُّوْحِدِينَ ۝ ۱۰۵

”یہ قوم نوح کے نیک مردوں کے نام ہیں۔“

مذکورہ بالآیات مقدسات اور احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ شرکیں عرب جنہیں سیوں کو پکارتے اور ان کی عبادت کرتے تھے ان میں اللہ کے نبی، فرشتے اور نیک صالح افراد بھی تھے۔ نیز قرآن حکیم میں (بِنَ دُّوْنَ اللَّهِ) میں وارد آیات کے عموم میں یہ تمام استیاں شامل ہیں۔ چند اور روایات ملاحظہ ہوں:

۱۔ کتبہ ۲۶۷۸ -

۲۔ مسیر ابن کتبہ ۱۶۷۸ - المسیر الکبریٰ السنائی، کتاب التصیر: ۴۷۱۶، ۴۷۱۷ - البیانہ ۱

۳۔ ۲۷۵۰-۲۷۴۸ -

۴۔ حدایت اکیباب المحسن سورہ نوح رقم: ۱۹۲ -

کیا (بِنْ ذُنُونَ اللَّهِ) سے مردھر بنت ہیں؟

إِنَّ اللَّهَ يَنْدَعُونَ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ عِبَادَةً إِمَّا لِحَكْمٍ فَأَذَّعُوهُمْ
فَلَيَقُولُوا حَسِيرٌ إِنْ كُنْتُمْ صَنَدِيقَنِي لَنِّي (الأنعام: ۱۵۹)

”بے شک اللہ تعالیٰ کے علاوہ جنہیں تم پکارتے ہو وہ تمہاری مثل بندے ہیں ان
سے دعا میں مانگ دیکھو یہ تمہاری دعاوں کا جواب دیں اگر تم سچے ہو۔“

وَحَمَلُوا لِلَّهِ شَرِكَاتَ الْجِنِّ وَحَلَقَهُمْ وَحَرَفُوا لَهُ مِنْ وَبَنَتِمْ يَعْبُرُ عَلَيْهِ
مُسْبَحَاتٍ وَتَمَدَّنَ عَمَّا يَصْفُونَ لَنِّي (الأنعام: ۱۶۰)

”اور اللہ کا شریک نہ ہرایا جنوں کو حالانکہ اس نے ان کو بنایا اور اس کے لیے بیٹے
اور بیٹیاں گھر لیں جہالت سے، پاکی اور برتر ہے اس کو ان باتوں سے۔“

قُلْ أَدْعُوُ إِلَيَّنِي رَبِّنِي مِنْ دُوْنِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَكُوْنَكَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهَا مِنْ شُرُكٍ وَمَا لَهُمْ
مِنْ ظَاهِرٍ (۲۶)

”تم فرمادیکارو! انہیں جنہیں تم اللہ کے سوا سمجھے بیٹھے ہو وہ ذرہ بھر کے مالک نہیں،
آسمانوں اور نہریں میں اور نہ ان کا دونوں میں کچھ حصہ ہے اور نہ اللہ کا ان

میں سے کوئی مدعاگار۔“ ۲

أَخْكَذُوا أَخْبَارَهُمْ وَرُهْسَتْهُمْ أَزْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللَّهِ

(۱) ترجمہ: احمد، مسند.

(۲) حدیث: محدث: ابو داود: ۱۵۹ ص: ۱۵۹ من ہے: ”اقول (من دُوْنِ اللَّهِ) آئی میں الأَصْنَامُ، الْأَنْصَالُ لِكَ“ یعنی (بِنْ ذُنُونَ) اے مرادت اور ہرستی ہے، حسیر ایک اور ایات میلانعہ ہو وہ جس میں (بِنْ ذُنُونَ) اے میں داد وی العقول ہے۔

وَالْعَسِيْحَ أَبْرَأَ مَرْيَمَ وَمَا أَمْرَوَا إِلَّا لِعَبْدِهَا

وَاحْدَةً إِلَّا إِلَهٌ بِهِ حَكْمَةٌ كَمَا يُشَرِّكُونَ (۷۷) (سورة توبہ)

”انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا پناہ رب ہنا لیا ہے اور اس طرح

مسیح ابن مریم کو بھی۔ حالانکہ انہیں ایک معبد برحق کے علاوہ کسی کی بندگی کا

حکم نہیں دیا گیا۔ جس کے سوا کوئی عبادت کے لاکن نہیں، پاک ہے وہ ان

مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔“

اس آیت کریمہ میں (بِنِ ذُنُونِ اللَّهِ) سے مراد علماء درویش اور عیسیٰ ہیں۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُوتَيَ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالثُّبُوتَ ثُمَّ يَقُولَ

لِلشَّارِسِ كُوُنُوا بِعْكَادَلِيٍّ مِنْ دُونِ اللَّهِ (آل حمزا، آن ۷۹)

”کسی انسان کا یہ کام نہیں ہے کہ اللہ تو اس کو کتاب، حکم اور ثبوت عطا فرمائے اور

وہ لوگوں سے کہہ کہ اللہ کے سواتم میرے بندے بن جاؤ۔“

یہاں (بِنِ ذُنُونِ اللَّهِ) سے مراد انہیں جنہیں کتاب، حکمت اور ثبوت حصی اہم

خصوصیات سے فواز گیا۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ حَكْلَمَةٍ سَوَّلَمَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِلَّا نَعْبُدُ

إِلَّا اللَّهُ وَلَا شَرِيكَ لَهُ - شَكِيْتا وَلَا يَسْتَخَدْ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابَابِنِ دُونِ

اللَّهِ (آل عمران: ۶۴)

”کہہ وہ یجھے اے الٰہ کتاب! آؤ ایک اسکی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے

درمیان کیساں ہے، یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو

شریک نہ پھرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے علاوہ کسی کو اپنا رب نہ ہنائے۔“

ہاں (بِنِ ذُنُونِ اللَّهِ) سے مراد انسان ہی ہے۔

إِن يَدْعُوْرَتَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنَّهَا
”وَهَا اللَّهُكَ عَلَادِهِ عَوْرَتُوْلَ كُوبَارَتَهِ ہے۔“

اس آیت کریمہ میں (من ذُنُوبِہ) سے مراد عورتیں ہیں۔ ان تمام آیات سے واضح ہو گیا کہ (من ذُنُوبِہ) سے مراد صرف بنتی نبھیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے (من ذُنُوبِہ) میں انبیاء، اولیاء، شہداء، ملائکہ، جن، انسان، شجر و جمادات شامل کیا ہے۔

ان ہستیوں کے بارے میں مشرکین کا عقیدہ:

۱۔ عزیزی کا آستانہ و اسختان عطفان میں تھا، جب جنگ احمد ہوئی اور پکھ دری کے لیے مسلمانوں کی تجمع تھکست میں بدیل ابوسفیان (جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے) نے پہاڑی پر چڑھ کر کہا: ”کیا قوم میں محظیٰ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے جواب نہ دو۔“ پھر اس نے کہا: کیا قوم میں ابو بکر ہیں؟ آپ نے فرمایا: اے جواب نہ دو پھر اس نے کہا: کیا قوم میں عمر بن خطاب ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے جواب نہ دو“ تو وہ کہنے لگا ”یہ سب قتل ہو چکے ہیں، اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپر قابو شرکہ سکے اے کہنے لگے: اے اللہ کے دُشْنِ! تو نے جھوٹ کہا اللہ نے ہمیں تیری رسولی کے لیے زندہ رکھا ہے۔“

ابوسفیان نے کہا

”اَعْلَمُ هَبَيلٌ“

”جبل او نچاہو“

نمیں نے فرمایا: اس کو جواب دو

”اَللّٰهُ اَعْلَمُ وَ اَجْلٌ“

اللہ تعالیٰ سب سے بزرگ و برتر ہے۔“

پھر ابوسفیان نے کہا:

لَنَا الْعَزْيَ وَلَا عُزْيَ لِكُمْ

”ہماری مددگار عزیزی ہے اور تمہاری مددگار کوئی عزیزی نہیں۔“

ثُمَّةَ عَلِيٌّ نَّفَرَ مِنْهُ أَسَأَ كَهْوَ

اللَّهُ مُولَانَا وَلَا مَوْلَانِي لَكُمْ

”اللہ ہمارا مددگار ہے تمہارا کوئی مددگار نہیں ہے۔“ ۱

اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین کے معبود ان بالطے جو کہ احد کے موقع پر موجود تھے، ان میں مشرکین کو ما فوق الفطری قوتیں اور طاقتیں دکھائی دے رہی تھیں، تبھی تو انہوں نے عزیزی کو مددگار و معاون سمجھا۔

۲۔ ہوئے جب اپنی قوم کو تو حید کی دھوت دی اور اللہ کی عبادت کی طرف بادیا تو قوم

نے جواب دیا:

قَالُوا إِنَّهُ هُوَ مَا يَجْتَنِي سَيِّنَةً وَمَا يَخْنُنُ بِسَارِكَيْهِ إِلَيْهِنَا عَنْ فَوْلَادَتِ

وَمَا يَخْنُنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْكَ إِنَّمَا تَقُولُ إِلَّا آغْرِيَنَكَ بِعَصْمِ إِلَهِكَ إِذْنَهُ

قَالَ إِنِّي أُتَسْهِدُ اللَّهَ وَأَشَهِدُ وَأَنِّي بَرِيَّ مِمَّا شَرِّيكُونَ (ہو: ۵۴، ۵۳)

”انہوں نے کہا اے ہو! تو ہمارے پاس کوئی صریح شہادت لے کر نہیں آیا اور

تیرے کہنے پر ہم اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے اور تجوہ پر یہاں لانے

وائے نہیں، ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ تیرے اور پر ہمارے معبودوں میں سے کسی کی مار

پڑ گئی ہے۔“

یعنی تو نے ہمارے کسی حضرت کے آستانے کی گستاخی کی ہو گی، جس کا خیازد تو بھگت رہا

ہے کہ بہکی بہکی باتمیں کرنے لگا ہے اور یہی بستیاں جہاں تو عزت و وقار سے رہ رہا تھا، ان میں آج تجھے گالی گلوج سے نوازا جا رہا ہے۔ فیم الدین مراد آبادی نے لکھا کہ: ”تم جو ہتوں کو روکتے ہو اس لیے انہوں نے تمہیں دیوانہ کر دیا ہے۔“^۱ جیسے آج کل لوگ مجھتے ہیں کہ اگر کسی آدمی نے ولی کے مزار اور آستانے سے درخت توڑا تو بزرگ اس کی نانگیں توڑوں گے۔

۳۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَنَّىٰ إِنَّ اللَّهَ بِكُافِيْ عَبْدَهُ وَمَخْوِلُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُونِهِ (الزمر: ۲۶)
”کیا اللہ اپنے بندوں کو کافی نہیں اور تمہیں ذرا تے ہیں اس کے سوا اوروں سے“

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے بارے میں فرمایا کہ کفار عرب نے نبی کریم ﷺ کو ڈرایا تھا اور آپ ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ ہمارے معبودوں کی برائیاں بیان کرنے سے باز آئیے ورنہ وہ آپ ﷺ کو لعasan پہنچائیں گے، بلاک کر دیں گے یا عقل کو فاسد کروں گے۔

۴۔ «عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَالَ : كَانَ الْمُسْرِكُوْنَ يَقُولُوْنَ : لَيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ قَالَ فَيَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَلْكُمْ قَدْ فَبَقُولُوْنَ إِلَّا شَرِيكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ يَقُولُوْنَ هَذَا وَهُمْ يَطْبُوْفُوْنَ بِالْبَيْتِ»^۲

”عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ مشرکین بیت اللہ کا طواف کرتے

(۱) حسر ۲۶۷ حاشیہ نمبر ۱۱۸۔

(۲) رحمہ اللہ علیہ: احمد رضا

(۳) صحیح سلم، کتاب الحج، باب التلبية و صفتہا و وقتہا: ۱۱۸۵۔

ہوئے کہتے تھے؛ لیکن لا شریکَ لَكَ ॥ لَا شرِيكَ لَهُ فَرَماَتِي "ہلاکت" ہو
 تمہارے لیے اسی پر کفایت کرو۔لیکن وہ کہتے إلَّا شَرِيكَ كَانَ هُوَ لَكَ تَمَانِكَهُ
 یعنی "اسے اللہ! تیر اکوئی شریک نہیں مگر ایسا شریک جو تمیرے لیے
 ہے تو اس شریک کا بھی مالک ہے اور اس چیز کا بھی مالک ہے جو اس شریک کے
 اختیار میں ہے۔"

اس صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ مشرکین اپنے معبودوں میں جو سماں و اختیارات مانتے
 تھے اس کے بارے میں اس کا عقیدہ یہ تھا کہ یہ اختیارات ان کے ذاتی میں بلکہ اللہ کے عطا
 کردہ ہیں اور یہی تقاضا ان بھی آیات کا ہے جن میں کفار و مشرکین کا عقیدہ یہ ذکر کیا گیا ہے
 کہ ساری کائنات کا خالق، مالک۔ رازق، مدبر الامور اللہ تعالیٰ ہے اور اس عطا کی اختیارات کا
 مقیدہ رکھ کر وہ ان ہستیوں کو مغلقات دھماکب اور کوکا لام میں پکارتے تھے۔

۵۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
 وَيَعْبُدُونَكَ مِنْ دُوْبِنَ اللَّهِ مَا لَا يَصْرُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ
 هَتُؤْلَاهُ شَفَاعَتُنَا عِنْدَ اللَّهِ قُلْ أَتُنَبِّئُكُمْ أَنَّ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ
 وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَنَعَمَّلَ عَمَّا يُشَرِّكُونَ (بیہقی ۱۸۰)

"اور یہ لوگ اللہ کے سوالی کی چیزوں کی حمادے کرتے ہیں جو نہ انکو ضرر پہنچا
 سکیں اور نہ انکو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں،
 آپ تعالیٰ ان سے کہو دیں کیا تم اللہ کو انکی چیز کی خردیتے ہو جو اللہ تعالیٰ کو
 معلوم نہیں، نہ آسماؤں میں اور نہ ذہن میں، وہ پاک برتر ہے ان لوگوں کے
 شرک سے۔"

معلوم ہوا کہ مشرکین اپنے معبودوں کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ان کی سفارش
 سے اللہ ہماری ضرورتیں پوری کر دیتا ہے، ہماری بگڑیاں بنا دیتا ہے، ہمارے دشمنوں کی بنی

ہوئی بگاڑ دینا ہے یعنی شرکیں بھی اللہ کے سوا جن مافق الاصابب پکارتے ہے ان کو شرعاً
نقسان کے حصول میں مستقل نہیں سمجھتے تھے بلکہ انہیں غیر مستقل اور اپنے اور اللہ کے درمیان
ذریعد و اسطر اور ولیلہ قرار دیجے تھے اور یہ شرک ہے جو آیت کے آخری جملے سے واضح ہے۔

درسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ الْحِكْمَةَ لِتَعْلَمُوا مِنْهَا وَلِتُنذِّرُ أَهْلَكَ الْأَرْضِ^۱
أَلَا إِنَّمَا الَّذِينَ أَخْرَجُوا أَهْلَكَ الْأَرْضَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ
هُمْ إِلَّا لِذُرْفِ أَعْيُنِهِمْ^۲ إِلَى اللَّهِ زُلْفَى^۳
(الرس: ۳۰۲)

”بے شک ہم نے اس کتاب کو آپ ﷺ کی طرف حق کے ساتھ نازل کیا۔

ہم آپ اللہ کی حبادت کریں۔ اسی کے لیے عبادت کو خالص کرتے
ہوئے۔ خبردار! اللہ تعالیٰ کے لیے ہی خالص حبادت کرتا ہے اور جن لوگوں نے
اس کے سوا کار ساز بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی حبادت صرف اس
لیے کرتے ہیں کہ (ہستیاں) اللہ کے نزدیکی مرتبے تک ہماری رسائی کر دیں۔“
اس آیت سے بھی واضح ہوا کہ شرکیں مکہ اپنے معبدوں کو جو مافق الاصابب پکارتے
اور پوچھتے تھے تو انہیں مستقل نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس لیے ان کی حبادت کرتے تھے کہ ان کے
ذریعے اللہ کا قریب حاصل ہو جائے گا یا اللہ یہ ہماری سفارش کریں مستقل حبادت
اللہ تعالیٰ کی مانتے تھے کیونکہ سفارش مستقل نہیں بلکہ غیر مستقل ہی ہوتا ہے۔“

مندرجہ بالا آیات والحدیث سے معلوم ہوا کہ شرکیں اپنے معبدوں کے بارے میں یہ
عقیدہ رکھتے تھے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے مافق الاصابب اختیارات دے رکھے تھے جس کی
بنارپہ انہیں مشکلات و مصائب میں پکارتے تھے اور انہیں اپنا حاجت رو اور مشکل کھٹا گردانے
تھے اور اللہ کے ہاں سفارش سمجھتے تھے اسی بنارپہ انہیں شرک قرار دیا گیا۔

یاد رہے کہ عاد پکار اور اما د جو مباحثہ الاصابب ہو وہ بالا اتفاق اور محل زیان نہیں

ہے، جس کے دلائل قرآن مجید میں موجود ہیں، جیسے فرمایا:

وَإِنْ أَسْتَأْنَصُ رَوْكُثُمْ فِي الَّذِينَ قَعَلَتْ كُلُّكُمُ النَّصْرُ (الأنفال ٢٢)

”اور اگر وہ دوین میں تم سے امداد کا مطالبہ کریں تو ان کی مدد تم پر لازم ہے۔“

کہیں فرمایا:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْرِ وَالْقَوْمَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْرِ وَالْمُدْوَنِ (٢١٠)

”بیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو، گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون مت کرو۔“

ایک اور مقام پر فرمایا:

هـ۔ زَبَابِيَّ دَعَوْتُ قَوْمِيَّ لَيْلَةً وَهَارَأَ (موحد ۵)

”لوح نے فرمایا: ”اے میرے پروردگار اہل نے انہیں دن رات پکارا، دعوت دی۔“

اسی طرح ہم دن رات یہ ریشمی فون یا ایتر لیس یا ریڈ یو یا ایٹرنیٹ اور دیگر جدید رائے مواصلات کے ذریعے ایک دوسرے تک آواز پیغام پہچاتے ہیں، اس تم کی ندا

(sound) یا پیغام (Message) جو بذریعہ آلات ماتحت الاسباب میں داخل ہو کر

ایک دوسرے سے مددیتا شرک و توحید کے مبحث سے خارج ہے۔ جب کہ انہیں اختیارات کے تحت شرکیں اپنے لیے بھی ووڑ و حوب اور محنت سے کام لیتے تھے اور اپنی

حاجات و ضروریات کے لیے بھی دوکرتے تھے۔

انہیں شرکیں صرف اس بنا پر قرار دیا گیا کہ انہوں نے انبیاء اولیاء ملائک، جنوں اور دیوتاؤں وغیرہ کو فطری اختیارات اور دائرہ کار سے بالاتر ہو کر پکارنا شروع کرو یا تھا، اس

عقیدے کی تردید اللہ تعالیٰ کے بھروسے اور انداز سے کی۔

مشرکین کے عقیدے کی تردید:

فَلَمْ يَعْدُوْنَ مِنْ دُوْبِ اللَّهِ مَا لَا يَتَمَكَّنُ لَهُ كُمْ صَرَّأَ وَلَا نَقْعَدَ

(النادرة: ۷۶)

وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

”ان سے کہو کیا تم اللہ کے علاوہ ایسے کی عبادت کرتے ہو جو تمہارے لیے نہ
نقصان کا اختیار رکھتا ہے اور نہ ہی فتح کا، حالانکہ سب کی سننے والا اور سب کو
جانے والا تو اللہ ہی ہے۔“

(الأنعم: ۷۱)

فَلَمْ يَأْتِ عُوْنَاءِ مِنْ دُوْبِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا

”آپ ان سے کہیں کیا ہم اللہ تعالیٰ کے سوا ان کو پکاریں جو شہ نہیں تھے وے
سکتے ہیں اور نہ نقصان۔“

أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلُقُونَ لَهُمْ نَصْرًا وَلَا

أَنفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ

”کیا ایسے لوگوں کو اللہ کا شریک نہ ہوتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ خود
پیدا کیے جاتے ہیں، جو شان کی مذکور کئے ہیں اور نہ آپ اپنی مدد پر قادر ہیں۔“

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُوْبِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَأَذْعُوْهُمْ

فَلَيَسْتَجِبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

”بے شک وہ لوگ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو تمہاری مثل بندے ہیں، ان
سے دعا میں مانگ دیکھو، یہ تمہاری دعاوں کا جواب دیں اگر تم پے ہو۔“
اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَالَّذِينَ مَدْعُونَ مِنْ دُوْيِهِ لَا يَسْتَطِعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنفَسَهُمْ

(الأعراف ۱۹۷)

ینصرُونَ

”وَهُوَ لُوكٌ مُخْبِئٌ تَمَّ اللَّهُ كَمْ عَلَادُهُ بِكَارَتَهُ هُوَ جَمَارَهِي مَدْكَرَنَهُ کَ طَاقَتَهِ نَهِيْسَ“ رکھتے اور شہی اپنی مدد آپ کر سکتے ہیں۔“

لَهُ دُعَوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ بَدَعُونَ مِنْ دُوْيِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ يَشَوِّهُ إِلَّا كَبَطْ
کَفَيْهِ إِلَى الْأَسَاءِ يَسْتَلِعُ فَاهُ وَمَا هُوَ بِسَابِغِهِ وَمَا دُعَاءُهُ إِلَّا فِي ضَلَالٍ

”اسی کو پہکارنا بحرث ہے اور وہ لوگ جو اس کے علاوہ کو پہکارتے ہیں وہ ان کی
دعاؤں کا کوئی جواب نہیں دے سکتے، انہیں پہکارنا تو ایسے ہے جیسے کوئی شخص پانی کی
طرف ہاتھ پھیلا کر اس سے درخواست کرے کہ تمیرے منہ تک بچنے جا حالانکہ
پانی اس تک بچنے والا نہیں، میں اسی طرح کافروں کی دعا میں بھی کچھ نہیں ہیں۔“

قُلْ مَنْ رَبُّ الْسَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مَنْ قُلِّ اللَّهُ أَقْلَى إِنَّمَا تَعَذَّذُكُمْ مِنْ دُوْيِهِ أَزْلِيَاهُ لَا
يَعْلَمُكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ بَعْدَمَا وَلَا حَنْرَأَ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَغْنَى وَالْأَصْبَرُ أَنْ حَلَّ
نَسْتَوِي الظُّلْمُكُنُتُ وَالنُّورُ أَمْ جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاهُ حَلَقُوا كَغَلَقِمِ مَتَّسَنَّهُ الْخَلْقَ
عَلَيْهِمْ قُلِّ اللَّهُ حَلِيلُكُلِّ شَتِّي وَهُوَ الْوَزِيدُ الْقَهَّارُ ۝ (الرعد ۱۶)

”ان سے پوچھو! آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟ کہو اللہ۔ پھر ان سے کہو کہ جب
حقیقت یہ ہے تو کیا تم نے اس کے سوا ایسے لوگوں کو کار ساز ہاں لیا ہے جو خود
اپنے لیے لفظ و لفسان کا اختیار نہیں رکھتے کہو کیا اندھا اور دیکھنے والا برا بر ہو سکتے
ہیں؟ کیا تاریکیاں اور روشنی یکساں ہوتی ہیں؟ اور اگر ایسا نہیں تو ان کے مقرر کردہ
شر کیوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی طرح کچھ پیدا کیا ہے کہ اس کی وجہ سے ان پر تخلیق کا
معاملہ مشتبہ ہو گیا؟ کہو ہر چیز کا خالق صرف اللہ ہے اور وہ یہ کہا ہے، سب پر غالب۔“

وَالْأَدْرَكَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ بَخْلَقُوكُمْ أَنَّا أَنْوَاتُ
عِبَرَ الْحَيَاةِ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبَعَثُونَ ۝ (الحر. ۲۱، ۲۰)

”اور وہ دوسرا ہستیاں جنہیں لوگ اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کی بھی
خالق نہیں بلکہ خود تخلق ہیں، مردہ ہیں نہ کہ زندہ اور ان کو کچھ معلوم نہیں ہے کہ
انہیں کب (دوبارہ زندہ کر کے) الہایا جائے گا؟“

وَيَعْبَدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَسْتَكِنُ لَهُمْ رِزْقٌ مِّنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
شَبَّاً وَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۝ (الحل: ۷۳)

”اور اللہ کے علاوہ ان کی عبادت کرتے ہیں جوان کے لیے آسمانوں اور زمین میں
سے کچھ رزق بھی نہیں دے سکتے اور نہ حق انہیں اس کام کی استطاعت ہے۔

فُلْ أَذْعُوا إِلَيْنَا الَّذِينَ زَعَمُوا مِنْ دُونِنَا هَلَّا يَمْلِكُونَ كُنْفَ الْأَصْرَ عَنْكُمْ
وَلَا يَنْعُولُونَ ۝ (الاسراء: ۵۶)

”ان سے کہو پکارو! ان لوگوں کو جنہیں تم اللہ کے علاوہ گماں کرتے ہو، وہ کسی
تکلیف کام سے ہٹا سکتے ہیں اور نہ بدلتے ہیں۔“

وَأَنْجَدُوا مِنْ دُونِنَا مَا لِهُمْ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ بَخْلَقُونَ وَلَا
يَسْتَكِنُونَ لَا نَفْسٍ يَهُمْ حَضَرًا وَلَا نَفْحًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا
شُورًا ۝ (الفرقان: ۳۰)

”اور لوگوں نے اللہ کے علاوہ ایسے موجود ہاں لیے ہیں جو کسی کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ
خود پیدا کیے جاتے ہیں، جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے، جو
نہ مار سکتے ہیں اور نہ زندہ کر سکتے ہیں، نہ مرے ہوئے کوچھ اٹھا سکتے ہیں۔“

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ مَا لَا يَنْعَلِهُمْ وَلَا يَضْرُهُمْ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ

(المرفأ، ۵۰)

ریہ، ظہیر کا ﴿

”اور وہ اللہ کے علاوہ اسی ہستیوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انہیں لفظ دے سکتے ہیں اور نہ نقصان اور اپر سے ضریب یہ کہ کافر اپنے رب کے مقابلہ میں ہر باغی کا مد و گار بنا ہوا ہے۔“

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْرَ رَعَمْتُ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ لَا يَنْتِلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شَرِيكٍ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَصِيرٍ مِنْ ظَهِيرٍ

(سـ۱۷، ۲۲)

”ان سے کہو پا کار دیکھو! اپنے معبدوں کو جنمیں تم اللہ کے علاوہ اپنا معبدو سمجھتے ہو، وہ آسمانوں میں سے کسی ذرہ برابر چیز کے مالک ہیں نہ زمین میں، وہ آسمانوں اور زمین کی ملکیت میں شریک بھی نہیں ہیں اور ان میں سے کوئی اللہ کا مد و گار بھی نہیں ہے۔

وَالَّذِيْرَ تَدْعُونَ كَمِنْ دُوْنِيْهِ مَا يَنْتِلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيرِ ﴿ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ أَدْنَاءَكُوْنَ لَوْ سَمِعُوْنَ أَعْلَاهُمْ حَابِوْنَ الْكُرْهَ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ يَنْكُفِرُوْنَ بِشَرِّكِكُمْ وَلَا يَنْتِنُكِ مِثْلُ خَبِيرٍ ﴾ (ماطر ۱۱۰۳)

”اور وہ ہستیاں جنمیں تم اللہ کے سوا پا کرتے ہو وہ کبھوڑ کی محفلی کے چکلے کے مالک بھی نہیں ہیں۔ اگر تم انہیں پا کرو تو وہ تمہاری دعا میں نہیں سن سکتے اور اگر سن لیں تو ان کا تمہیں کوئی جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے روز وہ تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے۔ حقیقت حال کی اسی صحیح تمہیں ایک خبر دینے والے کے سوا کوئی

نہیں دے سکتا۔"

فَلَمَّا رَأَى يَهُودَ شُرِيكَاهُ كُمُ الَّذِينَ نَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرْوَفِي مَاذَا خَلَقُوا مِنْ أَلْأَرْضِ إِنَّمَا هُمْ شَرِيكُوكُمْ فِي الْسَّمَوَاتِ أَمْ مَا تَنْتَهُمْ كِتَابًا فَهُمْ عَلَىٰ بِيَنَتِي مِنْهُ بَلْ إِنْ يَعْدُ الظَّالِمُونَ بَعْصُهُمْ بَعْصًا إِلَّا عَزُولًا (فاطر: ۴۰)

"ان سے کوئی بھی تم نے دیکھا بھی ہے اپنے ان شریکوں کو جنمیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو؟ مجھے تباہ انہوں نے زمین میں کیا پیدا کیا؟ یا آسمانوں میں ان کی کیا شرکت ہے؟ (اگر نہیں تھا کہ تو ان سے پوچھو) کیا ہم نے انہیں کو کی تحریر لکھ کر دی ہے جس کی بنا پر (اپنے اس شرک کے لیے) کوئی صاف سند رکھتے ہوں؟

نہیں بلکہ یہ ظالم ایک دوسرا کو محفل فریب دے جا رہے ہیں۔"

فَلَمَّا رَأَى يَهُودَ مَا نَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرْوَفِي مَاذَا خَلَقُوا مِنْ أَلْأَرْضِ إِنَّمَا هُمْ شَرِيكُوكُمْ فِي السَّمَوَاتِ أَنْثُونِي بِكِتَابٍ مِنْ قَبْلِ هَذَا أَزْ أَنْزَرْتُ مِنْتَ عَلَيْهِ إِنْ كُشْتُمْ صَدِيقَيْتَ ﴿١﴾ وَمَنْ أَنْصَلُ مِنَ يَدَنَا وَمِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَأْجِبُ لَهُ إِنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِيهِمْ غَافِلُونَ ﴿٢﴾ وَإِذَا حُشِرَ الْأَنْاسُ كَانُوا هُنْ أَعْدَاءً وَكَانُوا يُبَارِدُهُمْ كَفَرِينَ ﴿٣﴾ (الاحقاف: ۶-۴)

"اے نبی ﷺ ان سے کوئی بھی تم نے آکھ کھول کرو دیکھا بھی ہے کہ وہ ہستیاں ہیں کیا جنمیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو؟ ذرا مجھے دکھاؤ تو تو سکی کر زمین میں انہوں نے کیا پیدا کیا ہے؟ یا آسمانوں کی تخلیق یا تدبیر میں ان کا کوئی حصہ ہے؟ اس سے پہلے آکی ہوئی کتاب یا علم کا باقیہ (ان عقائد کے ثبوت میں) تمہارے پاس ہو تو وہی لے آتا گر تم پچھے ہو۔ آخر اس آدمی سے زیادہ گمراہ کون ہو گا جو اللہ کے علاوہ ایسی ہستیوں کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہ دے سکتی ہوں بلکہ وہ

ان کی دعاوں سے بے خبر ہیں اور جب تمام انسانِ جمع کیے جائیں گے اس وقت وہ مستیاں پکارنے والوں کی دشمن بن جائیں گی وران کی عبادات کا انتحار کر دیں گی۔

مذکورہ بالا آیات مقدسات میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے عقیدے کی تردید کی ہے اور واضح کرو دیا ہے کہ مافق الاصاب و قوں کامانگ صرف اللہ تعالیٰ ہے اس کے علاوہ پوری کائنات میں سے کسی کو اختیارات کا ایک ذرہ بھی نہیں ملا، جو شخص اللہ تعالیٰ کے علاوہ میں اسباب سے بالآخر ہو کر ایک ذرہ بھی اختیار تسلیم کرتا ہے وہ شرک کرتا ہے، یعنی شرک فی التصرف ہے، اس کا مرکب شرک ہے۔

کیا انہیا اور اولیا کو مافق الاصاب و اختیارات حاصل تھے؟

۱۔ انہیا و رسول جس خاص مقصد کے لیے بیجے گئے تھے وہ انسانوں کو ہدایت کرنا، انہیں علمات سے لور کی طرف لانا ہے۔ کفر و شرک کے گروہوں سے نکال کر تو حید کی حقیقت سمجھانا تھا اس سلسلے میں انہیا و رسول نے یہ کام تدبیرجاہم کیا کہ لوگوں کو حق کی طرف بلائے اور حق پات سناتے تھے لیکن انہیں یہ قوت و اختیار نہیں دیا گیا تھا کہ جس کے دل میں چاہیں یہ ہدایت اتا رہیں۔ ہدایت دین اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ انہیا کا کام صرف رہنمائی کرنا ہے نہی کریم ﷺ کے پیچا ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ کو پایا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

”اے پیچا! لا الہ الا اللہ کہہ لے میں اسے اللہ کے ہاں بطور جنت پیش کروں گا۔“

ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ نے کہا:

”کیا تو دین عبدالمطلب سے بے غصی اختیار کرے گا۔“

نبی ﷺ اس پر کل تو حید پیش کرے رہے اور وہ دلوں اپنی بات دھراتے رہے حتیٰ کہ

ابوطالب نے لا الہ الا اللہ پڑھنے سے انکار کر دیا اور کہا میں عبد المطلب کے دین پر ہوں تو
نبی ﷺ نے فرمایا:

”میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا رہوں گا جب تک روکا نہ گیا۔“
تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

مَا كَانَ لِّلَّهِ وَالَّذِينَ إِيمَنُوا أَنْ يَتَسْعَفُوا وَأَنَّ الْمُشْرِكِينَ كَيْفَ هُمْ (الزمر: ۱۱۲)

حَكَانُوا أَوْلَى فُرْقَاتِ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَضَحَّبُ الْجَنَّةِ

”نبی ﷺ اور ایمان والوں کے لیے لا تھیں کہ وہ مشرکین کے لیتے بخشن ما نکلیں
اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہوں جب کہ انھیں واضح ہو جائے کہ وہ دوزخی ہیں۔“

اسی طرح ابوطالب کے پارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ
(القصص: ۵۶)

”بِالْمُهَدِّدِينَ
بِإِنَّكَ آپ ﷺ جسے چاہے ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا
ہے ہدایت سے نوازتا ہے اور وہ ہدایت والوں کو خوب جانتا ہے۔“ ۱

① حسن العذر مسلم بن عیین محدث احادیث بریانہ ب حیری ۴۹۴، ۵۶۴۔ حدیث کتاب
التفصیر ۱: ۴۷۷۔ و عسیر سوق قصص ۴۷۷۲: ۳۔ تفسیر الحسال ۱: ۱۳۶۰۔ ۴۔ کتاب
مذکون ۱: ۴۷۷۔ باب فصلہ ابو طالب ۲: ۸۷۴۔ صحیح مسیہ اکٹاب لایہ، باب الذلیل
علیی صفحہ ۷۷۰ من حصرۃ السنوۃ، ایج ۳۹۔ المسیح احری السالی، نکت۔ احتجاز، باب
الیوں میں استغفار تفسیر کی ۲۰۳۴ (۱۱۹۰) میں ابو عیانہ ۱۵۰۱ مسئلہ
مشکل اذکار لطھاوای ۱۸۷۳، کتاب الإیمان، لام منہ ۳۷۔ صحیح
احمد ۲۳۳۶۔ حسن ۹۷۸۔ ۳۔ دلائل اسوہ لمبیقی ۴۴۲۸: ۳۲۳۰۔ شرح ائمۃ ۵۶، ۵۵۳۵۔
اسماں ائمۃ الہادی ۱۷۷۔ اسماں ائمۃ الرضا عن الصحابة والمعرس لبعض الفتن العاصی
۱۱۲: ۸۰۔ ۱۱۵: ۱۱۵۔ الصحیح امسید من اسماں الرؤول سفر ہادی الہادی ۱: ۱۱۲، ۱۱۳۔

معلوم ہوا کہ بدایت و بنا اللہ تعالیٰ کے اقتیار میں ہے اگر نبی کریم ﷺ کو یہ اقتیار ہوتا تو ابو طالب کو کبھی کفر پر نہ مرنے دیتے کیونکہ نبی کریم ﷺ ابو طالب کے ایمان کے بڑے حریص تھے بلکہ آپ ﷺ توہر کا فرکے ایماندار ہونے کے حریص تھے، اسی لیے بہت زیادہ محنت اور جدوجہد سے کام لیتے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَعْلَكَ بَذَّخْتُ نَفْسَكَ عَلَى إِثْرِهِمْ إِنَّ لَرْبَّنَا مُؤْمِنًا يَهْدِي أَلْحَدِيثَ أَسَفَنَا
”تو کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے ان کے پیچے اپنی جان پر کھیل جاؤ گے اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں غم سے۔“

ایک اور مقام پر فرمایا:

أَعْلَمَكَ بَذَّخْتُ نَفْسَكَ أَلَا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ لَنَحْنُ إِنَّا نَشَاءُ نُنْزِلُ عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ
ءَيْهَةً فَنَظَلَتْ أَعْنَاثُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ

(الشعراء، ۴۰۳)

”کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے ان کے غم میں کوہہ ایمان نہیں لائے۔ اگر ہم پاہیں تو آسان سے ان پر کوئی نشانی اتاریں کہ ان کی گرد تھیں اس کے حضور جعلی رہ جائیں۔“

مرید فرمایا:

وَمَا أَنْتَ بِهَدِ الْعُنْتِي عَنْ ضَلَالِهِمْ إِنْ شُنِعْ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِتَابِيَّتِنَا وَهُمْ
شَاهِدُونَ

(آل عمران، ۵۲)

”اور انہوں کو گراہی سے تم پداشت کرنے والے نہیں، تمہارے متابعے تو وہی سنتے

ہیں جو ہماری آئدیں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں۔“

ان آیات سے معلوم ہوا کہ انہیاں وہ مسلم جس مشن کے لیے مبہوت کیے گئے تھے اس میں بھی ان کو مانوق الامساہ تو تسلی اور افتخارات حاصل نہ تھے، ان کا کام صرف بات پہنچانا تھا، اسے دلوں میں اپارنا اور صراط مستقیم کی توفیقی عبایت فرمانا اللہ وحدہ لا شریک کا کام ہے۔

رئیس المناقشین عبد اللہ بن ابی جب غوث ہوا تو اس کا بیٹا عبداللہ (جو مسلمان اور باپ کا

ہم نام تھا) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا:

”آپ اپنی توفیقی عبایت فرمائیں ہیکار میں اپنے باپ کو اس میں کفن دوں، دوسرا بات آپ اس کی تماز جنازہ پڑھائیں۔“

آپ ﷺ نے توفیقی بھی عبایت کروی اور جنائزہ پڑھانے کے لیے بھی تشریف لے کے عمر بن خطاب نے آپ ﷺ سے کہا:

”اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے لوگوں کی تماز جنائزہ پڑھانے سے روکا ہے۔

آپ ﷺ کیوں اس کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں؟“

آپ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے (یعنی دعائے مغفرت سے روکا نہیں) اللہ تعالیٰ

نے فرمایا ہے اگر آپ ﷺ ستر مرجبی بھی استغفار کریں تو میں

معاف نہیں کروں گا تو میں ستر سے زیادہ مرجبان کے لیے بخشش مانگ لوں گا۔“

چنانچہ آپ ﷺ نے تماز جنائزہ پڑھائی جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَلَا تُعْصِلَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَنَهْمَ مَاتَ أَبْدًا وَلَا تَنْهُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِإِلَهٍ

وَرَسُولِهِ . وَمَا أَثُرُوا وَهُمْ فَلَسِقُونَ
(النورہ ۸۴)

”ان میں سے کوئی مر جائے تو آپ اس کی تماز جنائزہ پڑھیں اور تھاں کی قبر پر کھڑے ہوں، اس لیے کانہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا

ہے اور مرتبے دم سک بدکار و بے اطاعت رہے۔“

ایک روایت میں ہے:

”جب اسے رفتانے کے لیے قبرستان لے جایا گیا اور قبر میں دفنایا گیا تو پھر آپ ﷺ تشریف لائے اسے قبر سے نکلوا یا اور اپنے گھننوں پر رکھا اور انہا العاب دہن لگایا اور تمیض پہنانکی۔“

معلوم ہوا ہے عقیدہ توحید اور صحیح ایمان نقیب نہیں اسے کائنات کی بڑی سے بڑی ہستی بھی خدا سے معاف نہیں کر سکتی اور یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ تمی ﷺ جنتیں اللہ تبارک و تعالیٰ بہت اعلیٰ مقام و منصب عطا کیا، وہ بھی کسی کو ہدایت نہیں دے سکتے۔

ہدایت دینا اللہ کے اختیارات میں ہے عبد اللہ بن ابی کو آپ ﷺ کا تمیض مبارک پہنانا، اس کی نماز جازہ ادا کرنا اور لحاب دہن کچھ کام نہ آیا۔ لہذا جب آپ ﷺ کی تمیض اور اعاب کا تمکر کسی کی شخصی و نجات کا سبب نہ بن سکا تو موجودہ دور کے متصوفین، چیر و فقیر، آستانہ و گردی شیخیں اور دستار و جبہ کے عین کا تمکر کیا حیثیت رکھتا ہے؟

۲۔ انبیاء و رسول نے جب اپنے دعویٰ میں کو روئے زمین پر پھیلانا تو شیاطین و طواغیت اور ان کے شیعین نے انہیں بڑے بڑے مصائب و آلام سے ہمکنار کیا اور ہمیں کا جو طرزِ عمل تھا اس سے بالکل یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ کل غفارکل نہ تھا اور نہیں مافق الاصاب تلوں اور اختیارات سے متصف تھے۔ قرآن حکیم میں بہت سارے انبیاء و رسول کا تذکرہ موجود ہے۔

نوع کی قوم پر جب ان کی تلقی کرائی گزی تقویم نے کہا:

بخاری، کتاب الصعب۔ ۴۶۲۔ تفسیر ابن ابی حاتم، ۱۸۵۸، ۱۸۵۷۔ ار. سکداری: ۴۱۶۱۔ مسلم، ۵۱: ۱۔ صفات المعاقب و الحکام، ۲۷۷۴۔ الصحیح، ۱: ۳۰۰۔ ار. دین، ۲۷۷۳۔

البرول: ص: ۷۹۔
بخاری، کتاب النبی، مابن النبی، ص: ۵۷۹۵۔ مسلم، کتاب، ۱: ۱۰۰۔ استفسیر، الحکام، ۲۷۷۳۔

فَالْوَلَٰئِينَ لَمْ نَدْعُهُ يَشْتُوحُ لِشَكُونَ مِنَ الْمَرْجُونَ ۝
(الشعراء ۱۱۶)

”بُولے اے نوح! اگر تم باز نہ آئے تو ضرور سکسار کیے جاؤ گے۔“

اس دھمکی پر نوحؑ نے یہ بیس کہا کہ آجاؤ مقابلہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ سے اپنی اور مومنین

کی نجات کی دعا کی:

قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِيٍّ كَذَّابُوا لَذِكْرِي فَانْتَخِبْنِي وَإِنَّهُمْ فَتَحَادُّ بَحْرِي وَمَنْ تَعَيَّنَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝
(الشعراء ۱۱۷، ۱۱۸)

”عرض کی: ”اے میرے رب! میری قوم نے مجھے جھٹالایا، مجھ میں اور ان میں

پورا فصلہ کر دے اور مجھے اور میرے ساتھ والے مسلمانوں کو نجات دے۔“ ۲

بلکہ نوحؑ نے یہاں تکہ کہا:

فَدَنَارِيَّةٌ إِنْ مَغْلُوبٌ فَأَنْصَرْ ۝
(النمر ۱)

”اپنے رب سے دعا کی میں مغلوب ہوں تو میرا بدلہ لے۔“

معلوم ہوا کہ اگر نوحؑ کو مغلوق الاصابب تو تسلیم میسر ہوتیں تو مغلوبیت کا ذکر نہ کرتے اسی طرح ہوذکے کے لیے سورۃ ہودہ ۳۵-۳۶، ابراہیم ۴۰-۴۱، ایکو ۴۷ کے لیے شعراء ۱۶۹-۱۷۰، همود ۸۰-۸۱، شعیب ۵۱-۵۲، ایوب ۹۲-۹۳، لوط کے لیے ۳۱-۳۲، موسیٰ کے لیے طہ ۳۵، شعراء ۱۲۳، حصہ ۳۳، ہارون کے لیے اعراف ۱۵: جسکی سورتوں کا مطالعہ کریں۔

خاتم الانبیاء، سید المرسلین، امام اعظم، محمد رسول اللہؐ جب غزوہ احد میں رنجی ہوئے تو آپؐ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے:

۱۱۷- اے کیف بُشْلُحُ قَوْمٌ شَحُوا بِهِمْ وَكَسَرُوا رُباعيَّتَهُ وَهُوَ يَدْعُونَ

۱- ترجمہ احمد رضا
۲- ترجمہ احمد رضا

۳- ترجمہ احمد رضا

اللَّهُ فَإِنَّمَا إِلَيْهِ الْمُرْسَلُونَ وَلَا يَعْلَمُ لَكُم مِّنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ ۝ ۱۱۴ ۝
 ”وَقَوْمٌ كَيْسَنْ کیے کامیاب ہو سکتی ہے جس نے اپنے نبی کو زخمی کیا اور اس کا اگلا دات
 توڑ دیا، حالانکہ وہ انہیں اللہ وحده لا شریک کی طرف دعوت وے رہا تھا۔“ (والله
 تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”اے نبی ﷺ نیکل کے اختیارات میں
 تمہارا کوئی حصہ نہیں۔“ اللہ کو اختیار ہے چاہے انہیں معاف کرے چاہے سزا
 دے کیونکہ وہ خالم ہیں۔“

معلوم ہوا کہ نبی مکرم ﷺ کو اگر ما فوق الاسباب اختیارات حاصل ہوتے تو آپ ﷺ
 کفار کے ہاتھوں زخمی نہ ہوتے اگر آپ ﷺ نے اختیارات رکھتے ہوئے استعمال نہیں کیے
 تو یہی جذبات کا اظہار کیوں کیا؟ جس پر اللہ تعالیٰ نے ذکورہ آئت کریمہ نازل کی۔
 اس ساری بحث سے معلوم ہوا کہ مشرکین عرب اللہ تعالیٰ کی ذات کا اقرار کرتے اور
 اسے خالق، مالک، رازق، مدبر الامور، ساعتوں اور بیانی کی قوتوں کا مالک اور پناہ دینے والا
 سمجھتے تھے اور غیر اللہ کو اپنی مشکلات و حاجات میں انہیں پیکارتے تھے، ان
 سے مرادیں مانگتے اور ان کے نام کے نذر آنے دیتے تھے جس کی وجہ سے اللہ نے انہیں
 مشرک قرار دیا۔

① مسلم، کتاب المجاهد و المیر، باب عزوة أحد: ۱۷۹۱۔ مسند احمد: ۱۷۹۱، ۱۷۹۰، ۹۳/۲۰۶-۲۸۸، ۲۵۳۰۲۰۶
 - ترمذی کتاب الصیر: ۳۰۱۱۔ ابن سعد: ۳۷۲۔ ابن حجر: ۸۷، ۸۶۴
 - ابی ماجہ، کتاب المتن، باب الصرس علی البلاء: ۴۰۲۷۔ الباب الترسول
 للواحدی: ۶۹۔ انساب المزول عن الصحابة و المفسرين ص ۱۱۵ لعد المتأله الفاسقی۔
 الصحيح المستند من اسباب الترسول ص ۳۶ لسفلی بن هادی الوادی۔

﴿فَتَلَقَّى أَدْمُرٌ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَتَ فَتَابَ عَلَيْهِ﴾

وسیلے کی حقیقت اور اس کا طریقہ

و سیلے کی حقیقت اور اس کا طریقہ

و سیلے کی حقیقت اور اس کا طریقہ

یہ ایک ایسا "سائی بورڈ" ہے جس کے پیچے بہت سے لوگوں نے شرک دیدعت کی "دوکانیں" سمجھ کی ہیں۔ لیکرے ہمارے خون پسینے کی کمائی چاٹ جاتے ہیں اور ہم یہ کچھتے ہیں کہ وہ ہم پر احسان عظیم کر رہے ہیں۔ اسی آڑ میں کتنے لوگوں کی عزمیں پامال ہو گئیں اور کتنے لوگوں کے ایمان لٹ گئے اور یہ سلسلہ بڑے عیار ان طریقے سے جاری ہے۔ آئیے دیکھیں ایسے دلیل کیا ہے؟ سب سے پہلے یہ آیت پڑھیں:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا تَنْهَاةُ الْفَقَرَاءِ إِنَّ اللَّهَ جَوَادُ اللَّهُ جَوَادُ الْغَنِيِّ الْحَمِيدُ﴾¹
"اے لوگو! تم سب ہی اللہ کےحتاج ہو اور اللہ غنی و حمید ہے۔"

تمام لوگوں کےحتاج ہیں، صرف وہی بے نیاز اور بے پروادہ ذات ہے۔ وہ اس بات کا بھیحتاج نہیں کہ اس کی کوئی تعریف کرے۔ اس کی کوئی تعریف کرے یا نہ کرے وہ ہمہ صفت، وصوف ہے۔

آئیئے ہم کچھ محتاج لوگوں کے حالات پڑھیں اور دیکھیں کہ انہوں نے ضرورت کے وقت کس طرح اللہ کے رسائل کی تاکہ ہم بھی وہی دلیل اختیار کریں۔ نوں علیہ السلام کا اقتضہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، پھر غور سے پڑھ لیں کہ انہوں نے اللہ سے مدد کس طرح طلب کی تھی۔ اس حوالے سے دیگر انہیا کا عمل درج ذیل ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام

اگر غلطی ہو جائے تو ابلیس کی طرح دلیر نہیں ہو جانا چاہیے بلکہ آدم علیہ السلام کی طرح فوراً معانی مانگ لئی چاہیے۔ تو بے کرنے والوں کو اللہ بہت پسند کرتا ہے۔ دیکھیے آدم علیہ السلام کا

وسیلہ:

اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ہرے نمر سے اپنی خلافت عطا کرنے کا اعلان فرمایا۔ فرشتوں سے بجدہ کروایا اور بجدہ نہ کرنے والے کو راندہ درگاہ قرار دیا۔ آدم علیہ السلام کو جنت میں رہنے کا حکم دیا اور ایک درخت کے پھل کے سوا باقی پھل کھانے کی اجازت دی۔ مگر شیطان جو انسان کا ازیز دشمن ہے اس نے انسان کو گمراہ کرنے کی تدبیح کیا تھی۔ اس نے آدم علیہ السلام کو وہی پھل کھانے پر آمادہ کیا جس سے منع کیا گیا تھا۔ اس پر آدم علیہ السلام کو جنت سے نکال دیا گیا۔ آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی اس ناراضی کو برداشت نہ کر سکے اور ترپ گئے معانی مانگی چاہی۔ ارشاد پاری تعالیٰ ہے:

﴿فَتَلَقَّ أَدْمَرْ مِنْ زَيْدَهُ كَلِمَتَ فَتَابَ عَلَيْهِ بِهِ﴾ ۱

”آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھ لیے ہیں وہ اس پر متوجہ ہوا“

یہ طریقہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور یہ اس نے آدم علیہ السلام کو خود کھایا تھا۔

﴿إِلَّا رَبَّنَا ظَلَمَنَا أَنْفَسَنَا لَكَهُ وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ
مِنَ الظَّمِيرَيْنَ﴾ ۲

(آدم ہوا) نے عرض کی اے ہمارے پروگرام اپنی جانوں پر قلم کر بیٹھے ہیں اگر تو نے ہم کو معاف نہ کیا اور ہم پر حرم نہ فرمایا تو ہم زیاد کاروں میں سے ہو جائیں گے۔“

میرا مشورہ ہے کہ آپ قرآن مجید کے مندرجہ بالا حوالہ جات کا پورا من پڑھیں۔ یعنی آیات بعد ترجمہ پڑھیں۔

حضرت یوس علیہ السلام

یوس علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔ جن بستیوں کی طرف آپ کو مبعوث فرمایا گیا تھا انہوں نے آپ کی دعوت کو قبول نہ کیا۔ یہ نکلکش ایک عرصہ جاری رہی۔ آخر کار یوس علیہ السلام نے بنے بس ہو کر اللہ کے سامنے ہکایت کر دی تو ہر کوآخری نوٹس دینے کا حکم ہوا کہ اگر یہ بازنہ آئے تو

و سیلے کی حقیقت اور اس کا طریقہ

تین دن کے بعد گرفتار عذاب ہو جائیں گے۔ یہ اعلان کر کے آپ سنتی سے کھل گئے۔ لوگوں نے عذاب کے آثار دیکھنے تو سنتی سے کھل کر رونے اور معافی مانگنے لگے۔ استغفار تقدیر کا رغبہ بدل دیتا ہے۔ اللہ کی رحمت جو شیخ میں آئی اور عذاب بٹل کیا۔ لوگ یوں علیہ السلام کی تلاش میں دوڑے۔ دوسری طرف یوں علیہ السلام اپنی قوم سے ناراض ہو کر اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کسی دوسری جگہ چلے جانے کے لیے روانہ ہو گئے۔ راہ میں دریا پڑتا تھا۔ اسے عبور کرنے کے لیے کشتی پر سوار ہوئے تو کشتی طوفان کی پیشی میں آگئی۔ فیصلہ ہوا کہ کوئی غلام ماک سے بھاگا ہوا ہے جو اس کشتی میں سوار ہے۔ قرص اندازی ہوئی تو بار بار یوں علیہ السلام کا نام لکھا۔ لوگوں نے یوں علیہ السلام کو پانی میں پھینک دیا۔ یہ قصہ قرآن مجید میں یوں آیا ہے:

﴿ وَأَنَّ يُؤْسَ تِينَ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذَا بَقَ إِلَى الْفَلَكِ الْمَسْجُونِ ۝

فَسَاهَمَ لِكَيْانَ مِنَ السُّدَّحَيْنِ ۝ فَالْتَّقَمَهُ الْعُوْثُ وَهُوَ مُلِيمٌ ۝ ۴۷﴾

”اور بے شک یوں پیغمبروں میں سے تھا۔ جب وہ لدی ہوئی کشتی کی طرف بھاگ کیا تو انہوں نے قرعہ دالا اور اسے دریا میں دھکیل دیا۔ پھر اس کو بھلی لکھ لگی اور دو پیشیان ہو گیا“۔ ۱

﴿ فَنَادَىٰ فِي الظُّلْمِ إِنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَنَكَ ۝ إِلَّيْ كُنْتَ مِنَ الظَّلَمِينَ ۝ ۴۸﴾

”پس اس نے اندیرون میں پڑے ہوئے پکارا کہ حیرے سوا کوئی لاائق حبادت نہیں تو پاک ہے۔ بے شک میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔“ ۲

﴿ قُلُولًا أَكْثَرُهُمْ نَجَانَ مِنَ الْمُسْتَجِينَ ۝ لَلَّهُتْ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ تَبَعَّدُونَ ۝ ۴۹﴾

”اگر وہ اس طرح بیٹھ کر تنا لاقیامت تک اسی (بھلی) کے پیش میں رکھا جاتا“ ۳

غور فرمائیں: اللہ کا نبی قوم کو پکڑ دانا چاہتا ہے اگر اللہ قوم کو معاف کرنا چاہتا ہے۔ حشر کیا ہوا اور کون غالب آیا؟ کون کہتا ہے: ”یا رکوب کی ماننی پڑتی ہے“، معافی مانگنے کا یہ طریقہ ہے

نبوحیر لور نجع

کہ جب کوئی مصیبت میں گرفتار ہو جائے اور جب غلطی ہو جائے تو دل سے توبہ و استغفار کی جائے، معافی مل جاتی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

یا اللہ کے جلیل القدر نبی تھے۔ اللہ کی راہ میں آزمائش پر آزمائش برداشت کی۔ بڑھا پا آگیا۔ بیٹے کی ضرورت محسوس کی تو دعا کی:

﴿وَرَبِّ هَبَبْ لِيٰ مِنَ الصَّلِيْحِيْنَ﴾

”اے میرے پروردگار! مجھے ایک صارع بیٹا عطا فرماء۔“

حضرت زکریا علیہ السلام

یا اللہ کے نبی تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ کے خالو تھے۔ مریم علیہ السلام کی کنالت پر درosh اللہ کے حکم سے ان کے پررو ہوئی تھی۔ ان کی اپنی اولاد نہ تھی۔ بڑھا پا غالباً آگیا۔ بیوی با مجھ پن کے علاوہ منیف بھی ہو چکی تھی۔ وہ مریم علیہ السلام کو اکثر مصروف عبادت پھوڑ کر مجرہ میں بند کر کے چلے جاتے۔ جب لوئیے تو مریم علیہ السلام کے پاس تازہ کھانے اور میڈے دیکھتے۔ پوچھا کہ یہ تمہارے لیے کہاں سے آتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا، یا اللہ کی طرف سے ہیں اور وہ جس کو چاہتا ہے بے حد حساب رزق عطا فرماتا ہے۔ زکریا علیہ السلام کا ذہن فوراً اس طرف گیا کہ میں بھی اللہ سے بیٹا مانگ لوں، چنانچہ دعا کرنے لگے:

﴿وَرَبِّ إِنِّي وَهَذِنَ الْعَظُمُ صَرِيْحٌ وَالشَّتَّاعَلَ الرَّأْسُ شَفِيْعًا وَلَنْدُ أَكْنُونَ
بِهِدْعَائِكَ رَبِّ شَفِيْعًا وَإِنِّي حَفَظْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَاءِي وَكَانَتِ امْرَأَتِي
عَاقِرًا فَهَبْ لِيٰ مِنَ الدَّانِكَ وَلَيْلَيَا﴾

”اے میرے پروردگار! بڑھا پے کی وجہ سے میری بیان کمزور اور سر کے بال سفید ہو گئے ہیں اور میں مجھ سے مانگ کر کبھی بے نصیب نہیں رہا۔ اور مجھے اپنے بعد بھائی بندوں کی براں ہوں کا خوف ہے میری بیوی با مجھ ہے مگر لذ بھوکو اپنے خاص لفضل سے بیٹا عطا فرمادے۔“

غور فرماتے جائیں کہ اللہ کم تنبیہ کے لیے سیلے کیا ہے۔ درسے الفاظ میں دعائی و سیلے ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی اولاد دیتا ہے جو رہ ان کے بھی توزیرگ تھے۔ دعائی و سیلے دستا ہے۔ آپ بھی اسی سے مانگیں وہ آپ کی بھی سنے گا۔ اولاد اس کے سوا کوئی بھی دستے نہیں۔
قرآن مجید میں ایک بجک خودی ارشاد فرمایا:

﴿لَتُؤْتُ مُلْكَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِذْلُكُنْ مَا يَشَاءُ طَبَيْهُ لَمَنْ يَشَاءُ إِنَّا نَحْنُ أَوْيَهُمْ لَمَنْ يَشَاءُ الدُّكُورُ ۝ أُو يُزَفُّ جَهَنَّمَ ذُكْرَانًا وَإِنَّا هُوَ وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَيْنَاهَا﴾

”آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ جو چاہے پیدا کرتا ہے۔ جس کو چاہے بیٹھا ہے بیٹھے طافرما تا ہے یا بیٹھے اور بیٹھاں طاکرو ہتا ہے۔ اور جس کو چاہے باجھ کر دیتا ہے۔“^۱

اگر آپ کو بھی اولاد دھا یے تو اس طرح مانگیں، درود کی خاک شہچاٹیں۔ ذکر یا علیہ السلام کی یہ دعائیں نے اپنے اہم آثار مانگی ہے۔ تمہارے مغرب ہے:

﴿رَبَّ هَبَتْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذَرْيَةً طَيْبَةً ۚ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ۝ هُوَ مَنْ يَرَى مِنْ رَبِّ الْأَرْضِ مَنْ قَدْرَتْ سَيِّعَ الْدُّعَاءِ ۝﴾
”اے میرے رب ایجھا نبی قدرت سے پاکیزہ اولاد دعافرما۔ بے شک تو دعا مند والہ ہے۔“^۲

حضرت ایوب علیہ السلام

اب ایک مریض کا قصر ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔ اسی داشت آگئی اور آپ پیمار پڑ گئے تھیں کہ مریض ابھا کوئی گیا۔ اولاد قدرہ اجل ہو گئی۔ دو سو یوں تھام ہو گئی۔ لور کچاک ساتھ چھوڑ گئے۔ ایک کے ساتھ امام یہاں بے دفاعی کر گئی۔ محنت کے لیے سیلے دکار تھا۔ گر بھاہر دیلہ تا پیدا تھا۔ اللہ دریب العزت کی بارگاہ میں عرض کیا:

﴿أَمَّيْ مَسْتَبَنِي الصُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّحْمَنِ ۝﴾

”بے شک بخوبی بہت تکلیف ہے اور ترمیم کرنے والوں میں سب سے زیادہ تم کرتے والا ہے۔“^۳

میری توقع ہے: ”اے ہمارے رب اسرائیل و نیکے مریضوں کو شفادے۔“ لیکن آپ بیار ہیں تو درود کی فاک چانے کی بجائے اللہ مالک الملک سے مقاطب ہو جائیں اور اسی طرح مقاطب ہوں جس طرح یہ مریض مقاطب ہوا۔ اس بات میں کوئی مبالغہ نہیں کر دل سے جوابات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔ یہ دعائی وسیلہ ہے۔ آپ کی نیت اور آپ کا خلوص و یقین ہی بہترین وسیلہ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

آئیے! اب ایک سافر کا وسیلہ دیکھیں وہ کس طرح سہارا طلب کرتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں۔ فرعون کی پابندیوں کے باوجود خالق کل نے ان کو پیدا کیا، بلکہ فرعون ہی کی گود میں ان کی پرورش کا انعام کر دیا۔ ایک روز دوڑنے والوں میں سے ایک نے موسیٰ علیہ السلام سے مدد کی درخواست کی باز شانے والے کو جو مکام را دوہوی سرگیا۔ جس آدمی کو چھپڑایا تھا وسرے دن آپ کا جو گزر ہوا تو دیکھا کر وہ کسی دوسرے سے لٹاتا ہوا موسیٰ علیہ السلام کو مدد کے لیے پکارنے لگا۔ موسیٰ علیہ السلام یہ کہتے ہوئے آگے بڑھتے تو روز ہی لٹاتا ہے۔ وہ سمجھا کہ کل کی طرح اب یہ مجھے مادر دیں گے۔ بول اٹھا کر کہ تو مجھے بھی قتل کرنے لگا ہے جس طرح کل تو نے قتل کیا تھا۔ اس طرح قتل کا راز فاش ہو گیا۔ بات فرعون کے دربار میں پہنچی۔ موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا حکم جاری ہو گیا۔ درباریوں میں ایک موسیٰ علیہ السلام کا خبر تھا وہ بھاگا اور صورت حال سے موسیٰ علیہ السلام کو آگاہ کرتے ہوئے مشورہ دیا کہ مصر کے باہر کہیں بھاگ جاؤ۔ موسیٰ علیہ السلام بھاگ گئے۔ خوف بھی تھا اور راستہ بھی نامعلوم تھا اور روز کا سفر طے کر کے بے سہارا بھوکے پیاسے ایک شہر کے پاس کنوں کے قریب درخت کی چھاؤں میں جا بیٹھے۔ لوگ پانی بھر رہے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے دونوں جوان لڑکیوں کو دیکھا جو اپنی بکریوں کو رد کروکر رکھ رہی تھیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو ترس آگیا جا کر وجہ پوچھی تو انہوں نے اپنی بھوری بتائی۔ آپ نے نیک سیرت جوال سردوں کا ساکام کیا۔ لوگوں کو ویچپے ہٹایا اور ان لڑکیوں کو آگے بلا کر ان کو فوراً فارغ کر دیا ارشادِ قرآنی ہے:

﴿فَسَقَى لَهُمَا شَطْرَ تَوَلَّ إِلَى الظَّلَلِ فَقَالَ رَبِّتِي إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَبَغَيْتُ﴾ ۱۰

”تم موسیٰ نے ان جانوروں کو پانی پلا دیا، پھر سائے کی جگہ جا بیٹھا اور یہاں:

اے میرے پوکارا تو ہلائی میں سے جو کچھ میرے لیے نازل فرمادے میں اسی کا لحاظ ہوں۔“ ۱

خور فرمائیں او دیلے کے لیے دل سے جوباتِ تلکی ہے اور رکھتی ہے دعا یعنی دیل ہے۔ نہ

صرفِ نمکان نہ طاہیوی بھی مل گئی۔ ایک بزرگ کی شفقت نصیب ہوئی اور سکون طا۔

حضرتِ لوط علیہ السلام

آئیے! ایک ایسے نبی کا قصہ پڑھیں جس کی حضرتِ عطرے میں ہے اور کوئی پر سان حال نہیں۔ یہ اللہ کے ہندے اور ابراہیم علیہ السلام کے پیغمبرِ لوط علیہ السلام ہیں۔ انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہی ہجرت کی تھی۔ آپ سدوم کی بستیوں کی اصلاح کے لیے مقرر ہوئے جن میں بے حیائی کی انتہا ہو چکی تھی۔ مردروں سے فعل بد کرتے تھے اور اس پر فخر کرتے تھے۔ لوط علیہ السلام عرصہ دراز تک قوم کی ناقربانیاں برداشت کرتے رہے۔ آخوندگار اللہ کی طرف سے گرفت آئی۔ ہوا بیوں کر فرشتے خوبصورت لذکوں کی دھلِ العتیاد کر کے قوم میں آگئے۔ لوط علیہ السلام ان کو دیکھ کر سخت گھرا گئے۔ گھر میں مہماںوں کو جگد دی تو قوم چڑھ آئی۔ شدت سے مطالبه ہونے والا کرہمان ان کے حوالے کر دیئے جائیں۔ لوط علیہ السلام مت ساخت کر دی رہے کہ مجھے مہماںوں کی بیویوں کی طرف اشارہ کیا کہ ان سے شرعی طریقے کے مطابق خواہش پوری کر لو گھر بے سود۔ مایوس ہو کر لوط علیہ السلام نے ان سے کہا ہی تم میں کوئی بھی تجیدہ لونگھدار نہیں جو میری بات پر غور کرے۔ آپ آہ بھر کر بولے۔ کاش میرے لیے کوئی مضبوط قلمحہ ہوتا جہاں میں پناہ لے لیتا۔ رات ہو گئی۔ یہ لوگ محن کی دیوار پھلا گئ کر گھر میں داخل ہو گئے اور دروازے لڑانے

گئے تو لوط علیہ السلام نے اللہ سے مدد چاہی۔ اب قرآن سنوا۔

﴿رَبَّ الْصَّرْفِيْ عَلَى النَّوْمِ السَّفِيْرِيْنِ﴾ ۲

”اے میرے پوکارا اس قومِ مشرین کے خلاف میری نصرت فرم۔“ ۲

﴿وَلَقَدْ زَادُدْدَهُ عَنْ ضَيْفَهِ قَطَّسْتَ أَعْيُّنَهُمْ﴾

”انہوں نے اسے اپنے مہماں کی حفاظت سے باز رکھنے کی کوشش کی تو ہم نے ان کی آنکھیں ہی انہمی کر دیں۔“¹

غور فرمائیں! کس قدر بے بھی تھی گھر قوم کا کچھ بھاڑکیں سکے۔ آخر فریاد اللہ تعالیٰ کے پاس کر دی، پھر دیلہ کیا ہوا،۔۔۔ دعا،۔۔۔ دعا،۔۔۔ دعا،۔۔۔ دعا،۔۔۔ بہت بہت بھی ہو رہی ہے فی الحال میں دوسرا مثالیں رہنے دیتا ہوں۔ اب رسول عرب و گیرم ﷺ کا ذکر کرتا ہوں۔

سردار دوجہاں ﷺ

حالات یہ ہیں کہ قریش نے کہ سے نبی کریم ﷺ کو نکال دیا۔ مدینہ پر عملہ آور ہوئے کہ مرشد کو مریدوں سمت کر دیں گے۔ جو کہ میدان میں مقابلہ ہو گیا۔ توازن دیکھیے کہ ایک طرف سلیمان ایک ہزار بیک آزمودہ گھر دوسرا طرف
تھے ان کے پاس دو گھوڑے، چھوڑ رہیں، آٹھ شمشیریں
پہنچنے آئے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں

یہ تھی دست تین موئیہ مسلمان ہر دیکھنے والی آنکھ کو حیرت میں ڈالے ہوئے تھے۔ جان بو جو کرموت کے میں چار ہے تھے۔ سردار دوجہاں ﷺ تھے میں رات پھر رور کر اللہ سے دعائیں مانتے رہے اور آنسو بھائے رہے۔ دعا کے الفاظ یہ تھے۔

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَنْجِزَ لِي مَا وَعَدْنِي، اللَّهُمَّ إِنِّي أَتَّمَّ مَا وَعَدْتُنِي،
اللَّهُمَّ إِنِّي تَهْلِكُ هَذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا تُعْذِّبْنِي
فِي الْأَرْضِ»

”اے میرے اللہ اور وعدہ پورا فرماجو تو نے میرے ساتھ کیا تھا۔ اے میرے اللہ! اگر اہل اسلام کی یہ چھوٹی سی جماعت ہاں کہ ہو گئی تو تیری عبادت کوئی نہیں کرے گا۔“²

اللَّهُ اَللَّهُ تَوَاهُ وَعَدْشَبْ معرج پورا کر
محمد سے جو وعدہ تھا وہ وعدہ آج پورا کر
نہ ہو گا اس جہاں میں کوئی تحریا پا جائے والا

اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ مشکل کشا کون ہے؟ مگر وہ یک جیسی کہ اللہ سے مانگنے کے لیے کیا دیلہ ہوتا چاہیے؟

خواہ بنت تغلبہ رضی اللہ عنہا

اب ایک عورت کی بات سنیں۔ یہ خواتون مدینے کے قبیلہ بنی خزر ج سے تعلق رکھتی تھی۔ خادون نے غصے میں آ کر ماں کر دیا۔ مروجہ ستور کے مطابق یہ ایسکی طلاق تھی کہ وہ اپنی نامکن تھی۔ یہ خواتون نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی رسول ﷺ نے عامر روانج کے مطابق فرمادیا کہ اس کو طلاق ہے۔ کائنات میں سب سے افضل انسان سے ماہس ہو کر وہ خواتون وہیں پہنچی اللہ کے سامنے فریادیں کرتی گئیں اور اس وقت تک اٹھنے کا نام نہیں لیا جب تک کہ مروجہ ستور منزغ نہیں ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ بیرونی حالات وقت طاری ہو گئی اور یہ آیات ہاڑل ہوئیں:

﴿فَقَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتُشَكِّنَ إِلَى أَنْتَ لَا تَرَأَسْتَ
يَسْمَعُ تَحَاوُرَنَا ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ يَعْصِيرُ ۝ أَكَلَنَ يُظْهِرُونَ مِنْهُمْ قَنْ
يُسَارِيهِمْ مَا هُنْ أَفْهَمُهُمْ ۖ لَمَنْ أَفْهَمَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۖ وَلَدَّهُمْ ۖ وَلَأَنَّهُمْ لَيَخْرُقُونَ
مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَرُؤْرَاطٍ ۗ وَلَمَنْ اللَّهُ لَعْنُهُ عَفُورٌ ۝﴾

”بے قلک اللہ نے سن لی ہے اس عورت کی بات جو تمیرے سامنے ہاپنے شوہر کے پارے میں جھکھڑی تھی۔ اللہ کے سامنے فریاد کرتی جا رہی تھی۔ اللہ تم وہنوں کے سوال دھوکا بن رہا تھا۔ بے قلک اللہ نے والا دیکھنے والا ہے۔ تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ملہار کرتے ہیں ان کی بھیویاں ان کی ماں میں ہو سکتیں۔ ان کی ماں وہیں ہیں جھسوں نے ان کو جنم دیا۔ وہ زہان سے سخت ناپسندیدہ اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور اللہ معاف کرنے والا اور درگزر کرنے والا ہے۔“ ۱۶

سوچیے! کس قدر نا دان ہیں وہ لوگ جو اللہ پر جھوٹ باعث ہتے ہیں کہ وہ ان کی نہیں سکتا یہ ایک جرم ہے جو اللہ کو غصب تاک کرتا ہے۔ اللہ نہ تھا ہے، مگر کوئی پہکارنے والا تو ہو ہم تو مائل پر کرم ہیں، کوئی سائل ہی نہیں راہ و کھلا میں کے؟ رہبر و مترسل ہی نہیں

تریت عالم تو ہے، جو ہر قابل ہیں
جس سے تغیر ہوا دم کی، یہ مگل ہیں
کوئی قابل ہو تو ہم شان کنی دیتے ہیں
ذھوٹ نے والوں کو دنیا بھی نہ دیتے ہیں!

ہاتھ بے زدہ ہیں، الحادتے دل خوگر ہیں
اتی باعث رسول کی تخبر ہیں
بت شکن اللہ کے، باقی جو ہیں بت کر ہیں
خابر احمد پسر، اور پدر آزر ہیں

ہادہ آشام نئے، بادہ نیا، غم بھی نئے

حرم کعبہ یا، بت بھی نئے، تم بھی نئے

الله تعالیٰ کا دروازہ ہست پھوڑ یہ سایے فتح بن کر اس کی چوکھت اس طرح قام لیجئے کہ
آپ کو اس کا بندہ ہونے کا یقین ہو گائے۔ نبی کرم ﷺ نے فرمایا:

«أَذْعُوا اللَّهَ وَأَتَّمْ ثُوْفَقْنُونَ بِالإِجَاةِ، وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ لَا
يَنْشَجِبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ»

”اس یقین کے ساتھ اللہ سے دعا مکو کروہ قبول ہو گائے گی۔ جان رکو لا اللہ عاقل
دل، یعنی والوں کی دعا تمہل نہیں کرتا۔“¹

گویا اس طرح نہ کو کہ ہبہ و فاکسی مزار سے بھی باندھ رکھا ہوا در دھار کی طور پر اللہ
تعالیٰ سے بھی ساگر ہے ہو۔ یقین جا لالہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے ساتھ انہما جب
ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ رَبَّكُمْ حَسِيْبٌ كَرِيمٌ يَسْتَخِيْبُ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَهُ
إِلَيْهِ، أَنَّ يَرْدُهُمَا صِفْرًا»

”بے شک تھا رب حیادار کر ہے۔ دہ اپنے بندے سے جیا کرتا ہے کہ جب وہ
باتھ بلند کرے تو وہ اس کے ہاتھوں کو اس کی طرف خال لوٹا دے۔“²

اس طرح پکارنا یک جو جس طرح حضرت حولتؑ نے پکار کر اللہ تعالیٰ نے فوراً تو ہازل
فرمادی۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ۔ اتھار کیک میں اور اس قدر قریب ترین کر اس نے فوراً تلوں عی
منسوخ کر دیا۔ آنکہ اس کرنے والوں کے لیے سزا مقرر کروی۔ سورہ مجاوہ پڑھیے

¹ جامع الترمذی، الدعوات، باب 65 حدیث 3479

² مشن ابی داؤد، البور، ابی الدین، حدیث 1488

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدُ الْخُلُونَ جَهَنَّمَ دُخُولُنَّ ﴾

”اور تمہارا پروگار فرماتا ہے کہ تم دعا مجھ سے مانگو۔ میں تمہاری رعایتوں کو قبول کر دیں گا۔ جو لوگ سکھنڈ میں آ کر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں ضرور وہ ذلیل دخوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔“

آیت صاف بتاری ہے کہ دعا عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ دعا نہ مانگنا تکبیر ہے اور نہ مانگنے والے کا ملک کا نہ جہنم ہے۔ اب ایک ولچپ قصہ بیان کر کے باتِ جہنم کر رہا ہوں۔ حضرت ابن عمرؓ سے مردی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”تم سے پہلے لوگوں میں سے تین آدمی چلے جا رہے تھے کہ یہاں کیک ان پر بارش ہونے لگی۔ وہ ایک غار میں پناہ گزین ہوئے (اوپر سے ایک برا پتھر گرا) غار کا منہ بند ہو گیا۔ میں ایک نے دوسروں سے کہا کہ صاحبو اللہ کی حکم! صاحبائی کے سو اتم کو کوئی چیز شبات نہ دے گی۔ لہذا تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اس چیز کے ویلے سے دعا مانگے جس کی نسبت وہ جانتا ہواں نے یہ مل خالصتاً اللہ کے لیے کیا تھا۔

پہلے شخص کا وسیلہ

ان میں سے ایک نے کہا: اے اللہ! تو خوب جاتا ہے کہ میرا ایک مزدور تھا جس نے ایک فرق (تقریباً سات سیر) چاول کے بدے میرا کام کر دیا تھا۔ وہ چلا گیا اور مزدوری چھوڑ گیا۔ میں نے اس فرق کو لے کر زراعت کی۔ اس کی بیداد اور سے جانور خرید لیے۔ مگر وہ مزدور میرے پاس مزدوری لیتے آیا تو میں نے ان سے کہا کہ ان جانوروں کو ہاک کر لیجما۔ اس نے کہا۔ مذاق نہ کرو۔ میرے تو تمہارے ذمے صرف ایک ”فرق“ چاول تھے۔ میں نے کہا کہ ان کو ہاک کر لے جاؤ کیونکہ یہ جانور اس ایک چاول کی بیداد اور ہی میں سے خرید لیے گئے ہیں۔ پس وہ ان کو ہاک کر لے گیا۔ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے صرف تیرے خوف سے کیا تھا۔ اب تو ہم سے اس پتھر کو چھوڑے۔ چنانچہ وہ پتھر کچھ ہٹ گیا۔

دیلے کی حقیقت اور اس کا طریقہ

نوح بن حمیر (اور فتح)

دوسرے کا دیلے

بہادر سے نے کہا: اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میرے والباپ بہت بوز می تھے۔ میں روزانہ رات کو ان کے لیے اتنی بکریوں کا دودھ دھو کر لے جاتا تھا۔ ایک رات اتفاق سے ان کے پاس اتنی ویرتے بچپا کہ وہ سوچکے تھے۔ میرے بال پیچے بھوک کی وجہ سے بلبار ہے تھے۔ میں نے اپنے تذپیت ہوئے بھوک کو والباپ سے پہلے اس لیے دو دھنڈ پالا تھا کہ وہ سوچے ہے تھے۔ اور ان کو جگانا نامناسب سمجھا۔ ان کو چھوڑنا گوارا ہوا کہ وہ اس کے نہ پہنچنے کی وجہ سے کمزور ہو جائیں گے۔ لہذا میں رات بھر رابر انتفار کرتا رہیاں تک کہ سوریا ہو گیا۔ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ یکام میں نے صرف تیرے خوف سے کیا تھا تواب ہم سے اس پتھر کو ہٹادے۔ چنانچہ وہ پتھر چھوڑا ساہست گیا۔ اور اتنا ہٹ گیا کہ انہوں نے آسان کو دیکھا۔

تیسرا کا دیلے:

اس کے بعد تیسرا نے کہا: اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میرے بچا کی بیٹی تھی جو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی۔ میں نے اس سے (ناجاائز کام کی) خواہش کی۔ وہ سوا اشرفیاں لینے کے بغیر رضا مند نہ ہوئی۔ میں نے مطلوبہ اشرفیاں حاصل کرنے کے لیے دوڑ دھوپ کی۔ جب وہ مجھے مل گئی تو میں نے وہ اشرفیاں اس کو دے دیں۔ اس نے مجھے اپنے قابوں میں دے دیا۔ جب میں اس کی دنوں باغوں کے درمیان بیٹھ گیا تو اس نے کہا کہ اللہ سے ذریجا اور بھر بکارت کو ناجائز (بغیر کلام کے) نہ لازم ہے میں اٹھ کرٹا ہوا۔ وہ سوا اشرفیاں بھی چھوڑ دیں۔ اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میں نے تجوہ سے ذرکر یہ کام چھوڑ دیا تھا۔ تواب ہم سے اس پتھر کو ہٹادے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے وہ پتھر پوری طرح سے پہنچے ہٹا دیا اور وہ تینوں باہر کل کے۔

غور فرمائیے؟ عمل صاف جو صرف اللہ کی رضا جوئی کے لیے کیا جائے۔ وہ عمل اور پر خلوص دعا ہی سب سے بڑا دلیل ہے۔ بندے کا کام ہے، بس مالک کی پڑکھٹ شمپورے اور اسی کی غلامی میں لگا رہے۔
مولانا حمال نے کیا خوب کہا

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق
زبان اور دل کی شہادت کے لائق
اس کی ہے سرکار رحمت کے لائق
لگاؤ تو لواس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سراس کے آگے جھکاؤ
اسی پر بھروسہ کردہ یہ تم
اسی کے سدا عشق کا دام بھر دتم
اسی کی طلب میں مرد جد مردم
میرا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کو بڑائی
خود اور اور اک رنجور ہیں وال
سدھر اودی سے مزدور ہیں وال
جنماں دار مغلوب و مغلوب ہیں وال
شہنشش ہے رہیان واحبار کی وال
نہ پروائے ابرا و احرار کی وال

زندہ بزرگوں سے دعا کروانا

دعا و درد سے کروائی بھی اسی صورت میں مفید ہو سکتی ہے جب آپ کو بھی کریں اور اللہ کا ازاں بھی ہو۔ جو بزرگ نوت ہو جائیں ان کے لیے ہم زندوں کو دعا کرنی چاہیے۔ خود دعا کرنے اور زندہ بزرگ سے دعا کروانے کا عقیدہ درست ہے یہ سچا کرام میں بھی تھا۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جب قحط پڑتا تو حضرت عمر بن الخطابؓ حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کے دیلے سے ہارش کی دعا کرتے اور کہتے:

«اللَّهُمَّ إِنَا كُنَا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَيْنَا فَتَسْقِينَا، وَإِنَا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَيْنَا فَاتِقِنَا، قَالَ فَيُنْسَقُونَ»

”اے ہمارے اللہ! ہم پہلے تیری طرف اپنے نبی کا دیلہ اختیار کرتے تھے، (یعنی دعاۓ استقامہ کی اپنی کرتے تھے) تو تو نہیں سیراب کرتا تھا۔ اب ہم تیری طرف اپنے نبی کے چچا کا دیلہ اختیار کرتے ہیں (یعنی ان سے دعا کرواتے ہیں) اپس تو ہم کو پانی ملا۔ حضرت انسؓ گزرتے ہیں کہ پھر بارش

برئے گئی۔“

ورثہ نبی اکرمؐ کی قبر وہاں موجود تھی۔ ان کی قبر پر ان کے وسلے سے دعا مانگنے کا عقیدہ مجاہد کرامؐ میں اگر ہوتا تو قبر پر حاضر ہو جائے۔ حضرت عباسؓ کو ساتھ تبلیغ دے کر جگل میں جانے کا کوئی مقصد ہی نہ تھا۔ معلوم ہے کہ ہوتا ہے کہ فوت شدہ صاحب قبر کے طفل اور داسٹے سے دعا مانگنے کا عقیدہ رہبر و رہنماء، ہیر کامل، امام اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو دیا ہی نہیں۔ ورثہ حسینؑ اپنے گھر آتے کی دنیا کو یوں واڈپرست لگاتے، بلکہ مدینہ میں اس قبر سے پڑنے رہے جس میں ان کے نابالبرگ، امام الانبیاء نبی آدم، سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمائیں۔ قبر پرستی کی بیانی مسلمانوں میں وبا کی طرح پھیل گئی ہے۔ میں نے ایک شخص کو ایک مزار سے لٹکتے ہوئے دیکھا جو بار بار کہتا جا رہا تھا: اچھا ہر اجھی تیری مرشی۔ میں نے پوچھا کہ یہ نے کیا کر دیا ہے۔ جواب ملا: مجھے اتنا عمر سہو گیا اماضی دیتے ہوئے گریری مراد پوری نہیں کرتا۔ میں نے کہا: میاں اللہ کو پکار، کہنے لگا: یہ بھی اللہ ہیں انا اللہ وانا الی راجعون۔ اللہ ان نادانوں کو ہدایت دے۔

عمل صالح کیا ہے؟

عمل صالح وہ مقبول درگاہ ہے جو خاص اللہ کی خوشنودی کے لیے اللہ کے خوف سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر چلتے ہوئے کیا جائے۔ فرمان الحکیم ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحْسِنُونَ اللَّهُ فَآتَيْتُكُمْ فَمَا يُحِبِّبُكُمْ اللَّهُ وَيَعْلَمُ أَكْثَرَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾

”اے میرے شیر صلی اللہ علیہ وسلم) ان کو کہ دیں اگر تم اللہ سے محبت چاہتے ہو تو میر خیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھارے گناہ معاف کر دے گا۔ وہ جدا معاف کرنے والا اور رحم ہے۔“

گویا غیر ﷺ کی پروردی ایک وسیلہ ہے اسی سے اللہ کا اذن حاصل ہو سکتا ہے۔ بھی اذن الہی ہے۔
 عقل ہے تیری پر عشق ہے شمشیر تری
 مرے دروش اغلافت ہے جہانگیر تری
 ماسا اللہ کے لیے آگ ہے عجیب تری
 کی محمد سے وفا تو نے توہم تیرے ہیں
 یہ جہاں چیز ہے کیا لوح قلم تیرے ہیں

(اقبال)

دعا کی اہمیت:

دعا ایک مکمل اور پختہ وسیلہ ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کے بہت سے فضائل مذکور ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

حضرت سلمان فارسی روایت فرماتے ہیں کہ نبی اکرم نے فرمایا: "تقدیر کو دعا کے بغیر کوئی چیز نہیں پھیر سکتی اور عمر کو نیکی کے سوا کوئی چیز زیادہ نہیں کر سکتی" ۔

حضرت نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
 دعائی عبادت ہے۔

نہر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

"تمہارا پر دعوی فرماتا ہے کہ تم مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت (دعا) سے تکبر کرتے ہیں وہ غفریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔"

١- حامع الترمذی، الفخر، باب مناجات لا يرد القدر، باب انتقام، حدیث ۱۹

٢- حامع الترمذی، السعوان، باب سه اشخاص، مع انتقام، حدیث: 3372 و ستر ابر

ماحہ، الدعا، باب هصل الدعا، حدیث 9828 ۳- المسنون

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ سے دعا نہ مانگے، اللہ اس سے تاریخ ہو جاتا ہے۔"

ارشاد پاری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا يُحَاجَّ فِي رَبِّهِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾

"کیا اللہ اپنے بندوں کے لیے کافی نہیں ہے۔"

یہ سوال ان لوگوں کی عقل کو دھوت گردیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا وردازہ چھوڑ کر ادھر ادھر کی ٹھکوکریں کھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

﴿إِذَا سَأَلَكَ عِبَادٌنِي عَنِّي قَالَنِي قَرِيبٌ طَّوِيعٌ بَّطْعَةٌ الدَّاعِ إِذَا

دَعَانِ﴾

﴿فَلَيَسْتَجِيبُوا لِيٌ وَلَيُؤْمِنُوا بِيٌ لَعَلَّهُمْ يَرْشَدُونَ﴾

"جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں (تو کر دیجیے کہ) میں قریب ہوں۔ جب دعا کرنے والا دعا کرتا ہے تو میں قبول کرتا ہوں۔ پس ان کو کبھی چاہیے کہ وہ میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ہی ایمان رکھیں تا کہ بھلاکی پائیں۔"

دعا میں قبول کیوں نہیں ہوتیں؟

یہ ایک اہم و پہچپ سوال ہے۔ اس کی وجہات تو کئی ہو سکتی ہیں مگر ایک یہ بھی ہے کہ خلوص دعا میں کمی ہوتی ہے۔ اگر انسان کو بھروسائی کسی دوسرا قوت پر، اپنی طاقت و ذہانت پر، کوشش پر، سفارش پر، رشوت پر، اور دیگر ذرائع پر ہوتا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کم ہو جائے گا اور اللہ سے رکی دعا نہ مانگے گا۔ اللہ تعالیٰ بھی ان اس کو ان ذرائع کے حوالے کر دے گا۔ میں نہیں کہنا چاہتا کہ ان ذرائع کو کبھی انسان چھوڑ دے اے، بلکہ کوشش لازم جانے۔ مگر اس بار آوری اور دار دار اللہ تعالیٰ پر جانے۔

۱- جامع الترمذی، الدعوات، باب منه مر لم یسائل اللہ یغصہ علیہ، حدیث 3373

محکم دلائل وبرایین مبتداً مذکور مقتضی معمول و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

و سیلے کی حقیقت اور اس کا طریقہ

دوسری وجہ مصلحت ہے ماں انسان کے لیے سب سے بڑھ کر شفیق ہوتی ہے۔ ماں جب محوس کرتی ہے کہ اس کا پچھے کسی الگی چیز کی طرف بڑھ رہا ہے جو اس کے لیے ضرر رسان ہے تو اس کی خواہش کی تھتی سے غافلت کرتی ہے۔ پچھے اگر ضرر رسان چیز کو ہاتھ میں لے بھی لے تو وہ دستی چھین لیتی ہے۔ خواہ پچھے چیز کی تھتی کراحتیج کر احتیاج کرے، بلکہ اگر کھانے کی مضر چیز کو منہ میں بھی ڈال لے تو ان کے منہ میں الگی ڈال کر ٹھال پھیکھی ہے۔ خواہ پچھے اس کو اپنے اوپر ٹکلم ہی تصور کیوں نہ کرے۔

نیز اکرم ﷺ کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے پر ماں سے بھی بڑھ کر شفیق ہے۔ جب اس سے بندہ دعا کرتا ہے اور وہ بندے کے لیے مفید ہو تو اس عطا کر دیتا ہے، بلکہ جو نعمت بندے کے لیے ضرر رسان ہوں وہ دے کر بھی چھین لیتا ہے۔ یہ بھی اس کی شفقت علی کی علامت ہے۔ جس طرح پچھے کسی حال میں ماں کے دامن کو نہیں چھوڑتا بلکہ اس کی آغوش میں سکون محوس کرتا ہے اور اس کو اپنے لیے مجسم رحمت جانتا ہے۔ اسی طرح انسان کو بھی پا یہی کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی ما یوس نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ شفیق ہے۔ جائز چیز کے حصول کی کوشش جاری رکھے اور دعاء مانگنے میں کبھی سستی نہ کرے۔ اس کے لیے مفید چیز اللہ تعالیٰ عطا کر دے گا ورنہ قم البدل عطا کرے گا یا اس کی دعا کو قیامت کے لیے ذخیرہ کر دے گا۔ بہر حال بندے اور اللہ کا عشق ہمیشہ قائم رہنا چاہیے۔ تمام کوششوں کی باراً اوری اس کی رحمت پر ہے۔ جائز کوشش کے باوجود نگاہ اسی کی درحمت پر جی رہے اسی میں سکون اور رعائیت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوْسِعُنَ بِهِ نَفْسَهُ عَذَّبَ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْأَوْرَىٰ﴾

”ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں کہ اس دل میں کیا کیا خیالات پیدا ہوتے ہیں اور ہم اس کی شرگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔“

افسوں ان بے شعور انسانوں کی تائجی بھی پر کر شدگ سے قریب اور دل کے خیالات کو جاننے والے کو بھلا کر ان لوگوں کی طرف مائل ہیں جن کے بارے میں اللہ کا فرمان ہے کہ وہ

و سلیمان کی حقیقت اور اس کا طریقہ

زندگی میں بے بس تھے، دفات کے بعد بے خبر ہیں اور قیامت کے دن انکار کر دیں گے۔ لوگوں! اللہ سے عطا طب ہونا سیکھو۔ وہ صاحب اقتدار ہے، مجبور نہیں۔ وہ شرگ سے بھی قریب ہے دوست نہیں۔ اس کا علم مکمل ہے، دوسروں کی طرح نامکمل اور دھو رہا نہیں۔ اس کو زوال، کمزوری اور سوت نہیں، بلکہ

﴿هُوَ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الظَّرِينَ طَالَّمَدْ يَنْهُ
رَبِّتِ الْعَلَيَّيْنَ﴾

”وہ زندگہ ہے۔ اس کے سوا کوئی قبل مبادت نہیں۔ لیکن اس کو خالص کر کے پکارو اور اسی کی عبادت کرو۔ سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہاں والوں کا پر دردگار ہے۔“

بتوں سے تمہارے امیدیں خدا سے نو میدی
مجھے بتا تو کہی اور کافری کیا ہے؟

فرمان علیٰ ہجویری:

یہود بزرگ ہیں جو فرنی (انفالستان) سے بسلسلہ تبعیغ لاہور تشریف لائے تھے۔ لاہوری میں دفن ہوتے۔ ان کے مزار پر اکثر لوگ غیر شریٰ اور غیر اخلاقی حرکات کرتے ہیں اور ان سے کئی امیدیں ہامد ہوتے ہیں۔ وہ اپنی مشہور کتاب ”کشف الاسرار“ میں اپنے آپ کو خطاب کر کے فرماتے ہیں:

”اے علی! لوگ تمہارے سچے بخش کہتے ہیں۔ مگر ہرے پاس کسی کو دینے کے لیے کوڑی بھی نہیں تو اس پر خنزیر کراور سچے بخش صرف اللہ کی ذات ہے۔“

مگر اس قوم کا کیا ہو مگا جو اصل داتا اور سچے بخش کو چھوڑ کر ان بزرگوں کو داتا اور سچے بخش کہہ کر ان کی روحوں کو دکھو دیتے ہیں۔ سچھیما قیامت کے روز اللہ اعلیٰ سے جواب طلبی کرے گا۔ ایک کاروبار کی خاطر یہ تمام سلسلہ چلا دیا گیا۔ علامہ اقبال کمری کمری بات کہنے کے عادی تھے اور کیا کمری بات کہنے گئے ہیں۔

”جن کو آتا نہیں دنیا میں کوئی فن، تم ہو	”نجیں جس قوم کی پردازی نہیں، تم ہو
”جیکھاتے ہیں جو اسلاف کے مدفن، تم ہو	”جلیاں جس میں ہوں آسودہ خرسن، تم ہو

نیکو نام جو قبردیں کی تجارت کر کے
کیا اس پھپوگے جوں جائیں صنم پھر کے

دعا کا طریقہ

قرآن کریم میں اللہ کریم نے بہت سے انیمیاء کرام کی دعائیں نقل فرمائیں ہیں جو انہوں نے مختلف حالات میں مانگیں تھیں تاکہ مسلمان دیےے حالات میں اسی طرح دعائیں مانگیں۔ ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ کتب احادیث میں بہت سی دعائیں درج ہیں جو رسول اللہ مصطفیٰ رضی اللہ عنہ رہے۔ افضل بینا ہے کہ وہ دعائیں کی جائیں اور اسی لب دل بھی میں مانگی جائیں جو قرآن و حدیث میں درج ہے لیکن محفوظ رہی ہو کہ ان دعاویں کو یاد نہیں کر سکتے تو دعا مانگنا مرت چھوڑ دیں۔ اللہ ہر زبان سمجھتا ہے۔ دل کی کیفیت جانتا ہے۔ خلوص دل سے اپنی ہی زبان میں مانگ لیں۔ کسی دعائیں کسی کا دسیرہ یا اسطڑا اال کر مانگنا نہیں بتایا گی اس لیے یہ منوع ہے۔ دعا کا مفہوم و مقصود سمجھ کر مانگیں تاکہ زبان کے ساتھ آپ کا دل ددام غیر ممکن شامل ہو۔

دعائے پہلے اور بعد میں نبی رحمت ﷺ پر درود پڑھنا بھولیں، ورنہ دعا قبول نہ ہو گی اور آخر میں آئیں بھی ضرور کہیں۔ دل ہر قسم کے ثرے سے پاک اور صرف اللہ ہی کے لیے ہو۔

درست قول اقبال۔

جو میں سر پر بجہ ہوا بھگی تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا طے گا نماز میں

درود کی اہمیت و فضیلت:

درود شریف کی اہمیت یوں بھی لیں کہ درود کے بغیر کوئی نماز، نماز نہیں اور کوئی دعا، دعا نہیں البتہ درود مسنون ہونا چاہیے مگر مسلمانوں نے اپنی مرمنی سے بہت سے درود بنالیے ہیں اور ان کے نام خود رکھ لیے ہیں جن کا کوئی ذکر کتب احادیث میں نہیں ہے۔ ایسے درود اگر آپ ایسے درود خلوص نیت سے پڑھتے بھی رہیں گے جس پر میرے اور آپ کے نبی ﷺ کی مہر نہ تو آپ خود فیصلہ کر لیں کہ اس کھوٹے سکے کو مار کرست میں کون قبول کرے گا۔ گویا خلاف سنت خلوص بھی بیکار ہے۔

بیکش دستور و دشیریف پڑھیں جو کتب احادیث میں درج ہیں۔ ان میں سے ایک تواریخ ہے جو نماز میں پڑھتے ہیں۔ میر امصورہ ہے کہ آپ زیادہ ان بخش میں شرپڑیں اور صرف بھی دشیریف پڑھ لیا کریں۔ کم از کم دل کو یقین ہوگا کہ اس پر ہمدردی ہے۔ قرآن مجید میں درود شریف کے لیے یوں حکم آیا ہے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ وَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوْا
عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

”اللہ اور اس کے فرشتے ملکیت پر درود صحیح ہے۔ اے ایمان والو! تم بھی اس پر درود مسلمان سمجھو۔“

حضرت عبد الرحمن بن أبي لالہ کہتے ہیں کہ مجھ سے کعب بن عمّار نے ملاقات کی اور کہا کہ میں تجوہ کوہ چیز ہے یہ نہ دول جس کوئی نے رسول اللہ سے سنائے؟ میں نے کہا ہاں، ہم کوہ ہدیہ ضرور دے سمجھی۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے نہیں سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! آپ پر اور اہل بیت پر ہم کس طرح درود دیجیں؟ نمی اکرم نے فرمایا: ”اس طرح کہو:

«اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّحِيدٌ، اللَّهُمَّ
بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى
إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّحِيدٌ»

”اے ہمارے اللہ احمد اور آل محمد پر رحمت بھیج جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت بھیجی، یہ لکھ لتریف کیا گیا اور پاک ہے۔ اے ہمارے اللہ احمد اور آل محمد پر رکنیں بھیج جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رکنیں بھیجیں، بے لکھ لتریف کیا گیا اور پاک ہے۔“

درو د کا مقام

حضرت ابو ہریرہؓ سے مردی ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: بھو پر جو شخص ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ اس پر دس مرتبہ درود تلاذل فرمائے گا۔

آپؐ ہم نے فصل کریں جہاں مکہ مکران میں درود پڑھ کر اپنا وقت اور ثواب کیوں ضائع کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ جس درود کی ستر رسول اللہؐ نہیں پہنچی وہ باطل ہے۔ رہاصل درود شریف تو وہ بھیش پڑھتے رہنا چاہیے۔ جس جملے کے شروع میں یا آخر میں کاف لفظ آئے دادھا ہوتی ہے لمذکور درود شریف کی دعا ہے۔

دعا کا وقت

اگرچہ دعا ہر مانع نہ رہنا چاہیے مگر کچھ مواقع کب احادیث میں تماز گئے ہیں جن میں سے صرف ایک کا ذکر میں بھیجا ہوں۔

حضرت عبد اللہ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ نبی اکرم ﷺ نے تشریف لائے۔ حضرت ابو عکبرؓ اور حضرت عربیشیؓ آپؐ کے ساتھ تھے۔ میں نماز کے بعد بیٹھا تو اللہ کی تعریف کی۔ پھر نبی ﷺ پر درود بھیجا اور اپنے لیے دعا کی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”جو مانگتا ہے مانگ، مانگ، دیا جائے گا“²

دعا کا طفیل

ایسے ہی دعائیں مانگنے والے لوگوں کے لیے اللہ نے فرمایا ہے:

﴿أَوْلَئِكَ الَّذِينَ تَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنُ مَا عَمِلُوا وَتَنْعَجَادُّ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ﴾

1- مسیح مسلم، الصلاة، باب الصلاة، على النبي ﷺ به: التشهد، حدیث: 408

2- جمیع الترمذی، الصلاة، باب ما ذکر في المثابة على الله، حدیث: 593.

و سلیے کی حقیقت اور اس کا طریقہ

”یہ لوگ ہیں جن کے اعمال میں سے ابھی اعمال ہم قبول کرتے ہیں اور ان کی برا بیویوں سے درگز کرتے ہیں یہ اصحاب بہشت ہیں۔“

دعا صفات ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ دعا نہ مانگنے پر اللہ تعالیٰ نار اش ہوتا ہے۔ دعا اور نبی کی فرمانبرداری سے بڑھ کر کوئی وسیلہ نہیں۔ اس کے علاوہ باقی ہر خود ساختہ فعل مشرکانہ ہے اور شرک ظلم ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِذْ قَالَ لِفْتُنُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعْظُّهُ يُبَيِّنَ لَا تُشْرِكُ بِاللَّهِ إِنَّ الشَّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴾

”اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو صحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، بے شک شرک سب ظلموں سے بڑا ظلم ہے۔“ ۲

اسی مقام پر اللہ کریم نے والدین کا حق بیان کرتے ہوئے ماں کا مقام بیان فرمایا ہے لیکن سبے مدد و حساب، احسان کرنے والی ماں بھی اگر شرک کے لیے کہہ تو اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا ہے کہ اس کی فرمانبرداری مت کرو۔ البتہ دنیا کے کاموں میں اس کی خدمت خردا رکرتے رہو۔

شرک اعمال کو ضائع کر دیتا ہے

اللہ کے بعد دونوں جہاؤں میں سردار انبیاء محمد ﷺ سے بڑھ کر کوئی شخصیت ہمارے نزدیک بڑی نہیں ہے۔ مگر شرک کے معاملے میں آپ ﷺ کے ہارے جو فرمان باری تعالیٰ نازل ہوا ہے، اسے دیکھ لیں:

﴿ وَلَقَدْ أُفْجَى إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَهُنْ أَشْرَكُتُ لَيَتَجَنَّ عَمَّلُكَ وَلَتَنْتَوْتَ مِنَ الْخَرِيرِينَ ﴾

”اور بے شک تیری طرف اور صحے پہلے لوگوں کی طرف ہم نے وہی کی کہا گرانے اللہ کے ساتھ شرک کیا تو محارے سارے اعمال خالع ہو جائیں گے اور تم زیاد کاروں میں سے ہو جاؤ گے۔“ ۳

ایک بات ذہین نہیں کر لجیے کہ اللہ کو کسی قوم یا شخص سے محبت نہیں ہے۔ اللہ کو اپنے قانون سے عجبت ہے جو اس کے قانون کو مانے وہ اس کو محبوب ہے اور جو نہ مانے وہ مردود ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم، اسحاق، یعقوب، نوح، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ، ہارون، زکریا، مُحَمَّد، عیسیٰ، الیاس، اسماعیل، یُوسُف، اور لوٹؑ کا ذکر کر کے فرمایا کہ ان کو دوسرے لوگوں پر فضیلت بخشی گئی تھی۔ مگر ان کی ہابت بھی فرمایا:

﴿ وَمَنْ أَيْأَيْهُمْ دُرْبَتِهِمْ وَلَا خَوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنَهُمْ وَهَدَيْنَهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ ذَلِكَ هُدًى اللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۝ وَلَوْأَشْرَكُوا الْحَيْثُ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ ﴾

”ان کے آباء اجداد، بیٹوں اور بھائیوں میں سے ہر توں کوہن نے نواز اور ان کو صراط مستقیم کی ہدایت کی تھی، یہ بدایت اللہ کی طرف سے ہے جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے عطا فرماتا ہے۔ اگر یہ بھی شرک کرتے تو ان کا سب کیا کرایا نارت ہو جاتا۔“ ۱

ان واضح اور صریح آیات سے ثابت ہوا کہ شرک اعمال صالح کو کھا جاتا ہے۔ لہذا ہر مسلمان کو شرک سے چھا چاہیے۔

شرک پر موت:

فرمانِ الہی ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرِكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۝ وَمَنْ يُشْرِكْ بِإِلَهِهِ فَقَدِ افْتَرَى إِثْمًا عَظِيمًا ۝ ﴾

”بے شک اللہ اگلے بات کو بھی معاف نہیں کرے گا کہ اس کے ساتھ کسی کا شریک بنایا جائے علاوہ ازیں دوسرے گناہ جو دھا ہے گا صحاف کر دے گا۔ جس نے اللہ سے ساتھ شریک بنایا اس نے بہت ہی بڑا جھوٹ جلتیں کیا اور یہ بڑے سخت گناہ کی بات ہے۔“ ۲

شرک کیوں؟

یہ ہر گز نہ بھولیے کہ شیطان ہمارا ازلی وابدی دشمن ہے۔ اس کی کوشش ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ انسان اس کا فکار ہو۔ جو انسان زراللہ کی یاد سے غافل ہوتا ہے اس پر شیطان قبضہ کر لیتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ لُفَيَّضَ لَهُ شَيْطَنًا فَهُوَ لَهُ قَرِيبٌ﴾

﴿وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسِبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ﴾ حَتَّى

﴿إِذَا جَاءَهُمْ رَبَّاً قَالُوا يَلِمْتَنَا بَنِيَّ وَبَيْنَكَ بَعْدَ الْمُشْرِقَيْنَ قِيمَسَ الْقَرِيبَنُ﴾

”اور جس نے بھی یاد رہان سے غفلت کی ہم اس پر شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو اس کا ہم شیخ بن جاتا ہے، پھر وہ اس کو سیدھی راہ سے روکتے ہیں اور وہ سمجھتے رہتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں یہاں تک کہ وہ ہمارے پاس آپنے گا تو (اپنے شیطان سے) کہے گا: کاش میرے اور تیرے درمیان شرق اور مغرب کا نحد ہوتا تو بدترین سماںی تھا۔“ ادھر اللہ تعالیٰ نے ملاش حق کا جذبہ ہر دل میں رکھ دیا ہے۔ انسان ہمیشہ حق کا ملاشی رہا ہے۔ شیطان انسان کے اس جذبے سے پورا پورا فائدہ الحاصلے کے لیے اپنی کوشش انسان کو بے علم رکھنے پر صرف کرتا ہے تاکہ وہ حق و باطل میں تمیز نہ کر سکے اور پھر مدرجہ بالا آیات کے مطابق باطل کو اس کے سامنے اس طرح پیش کرتا ہے کہ انسان اسی کو حق سمجھ کر اسی پر سرمایہ حیات کھپا دتا ہے۔ اور اسے کچھ تو بے نصیب نہیں ہوتی یہاں تک کہ موت کا جھٹکا آتے ہی حقیقت اس کے سامنے کھل جاتی ہے۔ اور وہ دن آ جاتا ہے جس کی بابت فرمان الہی ہے:

﴿لَا يَنْفَعُ الظَّالِمِينَ مَعِنْدِرُهُمْ وَلَهُمُ التَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّاءُ﴾

”جس دن ظالموں کو ان کی محضرت کا کچھ بھی فائدہ نہ دے گی اور ان پر لعنت پڑے گی اور بدترین تحکماں ان کے حصے میں آئے گا۔“

کوئی کوئی نہیں:

لے کر میرے سامنے
کوئی کوئی نہیں:

لے کر میرے سامنے

لے کر میرے سامنے کوئی کوئی نہیں:
لے کر میرے سامنے کوئی کوئی نہیں:
لے کر میرے سامنے کوئی کوئی نہیں:
لے کر میرے سامنے کوئی کوئی نہیں:

لے کر میرے سامنے کوئی کوئی نہیں:

لے کر میرے سامنے کوئی کوئی نہیں:

لے کر میرے سامنے کوئی کوئی نہیں:

لے کر میرے سامنے کوئی کوئی نہیں:

لے کر میرے سامنے کوئی کوئی نہیں:
لے کر میرے سامنے کوئی کوئی نہیں:
لے کر میرے سامنے کوئی کوئی نہیں:

لے کر میرے سامنے کوئی کوئی نہیں:
لے کر میرے سامنے کوئی کوئی نہیں:

لے کر میرے سامنے کوئی کوئی نہیں:
لے کر میرے سامنے کوئی کوئی نہیں:

لے کر میرے سامنے کوئی کوئی نہیں:
لے کر میرے سامنے کوئی کوئی نہیں:

لے کر میرے سامنے کوئی کوئی نہیں:

لے کر میرے سامنے کوئی کوئی نہیں:

شیطان خوب جانتا ہے کہ شرک سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں کیونکہ شرک کی معافی نہیں تھی ابھی وجہ ہے کہ ہر دور میں زیادہ سے زیادہ لوگ شرک میں جلا دکھائی دیتے ہیں۔ اس کی بہت سی فوچ اس کی عدو کے لیے کربت ہے۔ وہ علماء، پیر اور درویش کا روپ دھار کر انسان پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان سے اس طرح آگاہ فرمایا ہے:

﴿ الَّذِينَ أَتَيْتُهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ هُمْ وَإِنَّ قَوْنِيَّا
قَنْهُمْ لَيَكُنُونَ الْحَقُّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴾

”جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو۔ مگر ان میں ایک ایسا گردہ بھی ہے جو حق کو جان لے جو حکم کر چکا رہا ہے۔“
یہ ہیں گندم نماہ فرش مولوی، ہجر اور درویش، جن کے آستانوں کی رفتار اور ان کی قوت کا سرچشمہ بھی ہم ہی ہیں۔ اس حق کو چھپاتے کے لیے وہ معادنہ بھی ہم ہی سے ممول کرتے ہیں۔ فرمان اللہ پڑھیے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أَمْنَوْا إِنَّ كَثِيرًا قِنَ الْأَحْبَارِ وَالرِّجَالِ
لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ يَا لَبَّأَ طَلِ وَيَصْنُدُونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ﴾

”اے ایمان والوں اور عبادوں میں سے اکثر ایسے ہیں کوئوں کے مال ہاصل طریقوں سے کھاجاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے بھی روکتے ہیں۔“

ہم اتنے جالیں ہیں کہ اپنے اس زمین باطل میں جلال رہتے ہیں کہ وہ ہم پر احسان غظیم فرماتے ہیں۔ یہ لوگ ہماری خون چوس چوس کر ہم پر ہی فوقيت ہتاتے ہیں۔ ہمیں اس قدر فریب زدہ کروئیتے ہیں کہ ہم ان کی خاطر لٹنے مرنے پر تیار رہتے ہیں۔

خداوند ایسا یہ تیرے سادہ دل بنے کہ ہر جائیں
سلطانی بھی عیارہ ہے درویشی بھی عیاری

حرید ارشاد ایسا ہے ہیے:

و سیلے کی حقیقت اور اس کا طریقہ

﴿ وَإِذَا ثُلُّ عَلَيْهِمْ أَيُّنَا بَيْتَبْ تَعْرِفُ فِي دُجُوٰهِ الَّذِينَ لَفُوٰ ﴾
الْمُنَزَّهَ يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَثْلُوْنَ عَلَيْهِمْ أَيُّنَا ﴾

”اور جب ہماری واضح آیات ان کو سائی جاتی ہیں تو تم دیکھتے ہو کہ مکرین حق کے چہرے بھڑنے لگتے ہیں اور ایسا گھوٹ ہوتا ہے کہ وہ ہماری آیات پڑھ کر سانے والوں پر اپنی ہملہ کر دیں گے۔“

قارئین کرام! آپ نے اکثر ایسے تصادم بھی دیکھی ہوں گے۔ یہ سب ان دھوکے بازوں کا کیا دھرا ہتا ہے۔ عوام ان پر فرضہ ہوتے ہیں کیونکہ یہ آسان نہب اور معافی کا پرچار کرتے ہیں جو لوگوں کی پسند ہے۔ وہ اسی کو حق سمجھ کر اسی پر سرمایہ حیات کھا دیتے ہیں اور مگر:

﴿ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا
مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ أَيَّاءً حَاطَ أَوْ كُوْنَ أَبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا
يَهْتَدُونَ ﴾

”جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ان احکامات کی ہیدری کرد جو اللہ نے نازل کیے ہیں تو جواب دیتے ہیں کہ ہم اسی طریقے کی ہیدری کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا ہے۔ اگرچہ ان کے آباؤ اجداد بے سکھ اور راہ راست سے بیکھے ہوئے ہوں۔“

﴿ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَتَبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَسْبِعُ مَا أَلْفَيْنَا
عَلَيْهِ أَبَاءَنَا أَوْ كُوْنَ أَبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴾

”جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم اللہ کی نازل کی ہوئی چیز یعنی قرآن اور اس کے رسول طرف آؤ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا وہی ہمارے لیے کافی ہے۔ (کیا یہ ہاپ دادا ہی کی تعلیم کیے چلے جائیں گے) خواہ وہ سچھنہ جانتے ہوں اور صحیح راست کی انہیں خبر نہ ہو۔“

قارئین کرام! اذ ہن شیخ رکھیے یہ دھوکے دینے والے شیطان اور اس کے نائب ہمیں انہیاں کرام کے بھرات اور اولیائے کرام کی کرامات کا حوالہ دے کر یہ باور کروادیتے ہیں کہ اس کائنات میں اللہ والے یوں بھی کر سکتے ہیں کیونکہ ان کو اللہ نے اختیار و رکھا ہے۔

تعویذ گندے کی شرعی حیثیت

الْعَمَلُ لِلَّهِ مَا خَيْدَهُ وَنَسْفَهُهُ وَنَقْمَدَهُ وَنَقْمَدَهُ بِهِ وَنَقْمَدَهُ بِهِ مِنْ
شَرٍ وَرِبَّنَا وَمِنْ مَسْئَلَاتِ أَعْمَالِنَا مِنْ نَهْدَهُ اللَّهُ فَلَا يُغْنِي لَهُ ذَمَنٌ يُكَيِّنُهُ فَلَا يَأْدِي لَهُ
وَكَسْهَهُ إِنَّ الَّا إِنَّ الَّا

لتا بعد: امت سلمہ کی برپادی کی اصل وجہ نہیں کہ اس کے پاس وسائل کی شدید کمی
ہے یادہ موجودہ علمی میدان میں بہت پچھے رہ گئی ہے بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ ایک مالک کو لا
شریک دیے ہتھ ماننے والی اس طبق کی اکثریت نے شرک کو انعام ہب بنا لیا ہے۔ الہ
 واحد کے ساتھ ساتھ بے شمار الہ تراش لیے گئے ہیں اور ان کی پوجا ہوری ہے!

امت سلمہ کے اخبار و رہبان

غصب تو یہ ہے کہ اس کام میں امت کے پیروں اور نام نہاد عالموں نے مرکزی کردار ادا کیا
ہے، وہی اپنی دنیا بنا نے اور اپنی اولاد کے سہانے مستقبل کا انتظام کرنے کے لیے شرک کے
سب سے بڑے سرپرست بننے ہوئے ہیں۔ ہر روز ایک نیا نجھ پھیک کر اس کے منافعے
سمیٹنا ان کا پسندیدہ مشغل ہے۔ یہی وجہ ہے جو پیدائش سے آئے کرموت تک ہر مرحلہ پر
اپنی کارگزاری کا حق جیر اصول کرتے ہیں۔ انہی کی شان میں پروڈگار عالم نے ارشاد فرمایا ہے
یَا لِلَّهِ الْعَزِيزِ الْمُؤْمِنِ لِكُلِّ شَيْءٍ الْأَكْبَرِ وَالْأَقْبَرِ إِنَّمَا لَهُنَّ مُحْسِنُونَ مَنْ يَتَنَزَّلَ وَيَصْدُقُونَ عَنْ مَيْنَانِ اللَّهِ (النَّبِيٰ، ۲۸)

”اے ایمان والو! ان مولویوں اور پیروں کی اکثریت کا حال یہ ہے کہ وہ لوگوں کا مال باطل طریقے سے
کھاتے ہیں اور اسی پربس نہیں کرتے بلکہ ان کو اللہ کے راستے سے بھی روک دیتے ہیں۔“

یہ بات بالکل بیج ہے کہ یہ پیرو اور مولوی صرف یہی تم نہیں ڈھانتے کرنے کے لیے اور نذرانے وصول
کرتے ہیں، بلکہ انہوں نے اپنی اغراض کی خاطر ساری دنیا کو گراہیوں کے چکر میں پھنسا رکھا ہے۔
اور ایسی ایسی نہ ہی رسمیں ایجاد کر لی ہیں جن کی وجہ سے لوگوں کا مرتنا اور جتنا شادی و غم جو کہ بھی ہے
ان کے کھلائے پلاجے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اسی لیے جب کبھی کوئی دعوت حق اصلاح کے لیے اٹھتی ہے تو
سب سے پہلے اسی گروہ کے افراد اپنی عالمات فریب کاریوں کے اختیار لے لے کر اس کا راستہ رکنے
کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی ہوا بادھتے ہیں کہ دنیا ہیران و شذرورہ جاتی ہے۔۔۔۔۔ (ماخوذ)

نوحیں اور نبی

تعویز گندے کا کاروبار

بنوار اٹکل کے علماء اور شاعر کی طرح اس امت کے انہی ہیروں اور نامنہاد حاملوں نے تعویز گندے کے کاروبار کو اونچ کمال تک پہنچایا ہے اور ان پر بھی قرآن کریم کا یہ ارشاد پوری طرح صادق آتا ہے۔

تَبَدَّىٰ فِينَ مِنَ الظِّيْنِ أُنْبُو الْكِتَابَ إِنَّكَ لَتَهْدِي وَإِنَّكَ لَطَهُرُوهُمْ كَمَا هُمْ لَا يَعْلَمُونَ
وَأَتَبْعَذُ عَمَّا تَتَّلَوُ الشَّرِيكُّهُنَّ عَلَىٰ مُلْلَوْ سُلَيْكُهُنَّ (البقرة: ۱۰۰)

"الم کتاب کے ایک گروہ نے کتاب اللہ کو اس طرح میں پشت ڈال دیا گیا کہ وہ کچھ جانتے ہی نہیں اور اللہ کی کتاب کو چھوڑ کر انہوں نے ان جیزوں کی بھروسی شروع کر دی جو شیاطین، سلطان کی سلطنت کا نام لے کر پیش کیا کرتے تھے۔"

تعویز اور گندے اور ان کی شرعی حیثیت

امت محمدیہ کے افراد کی گروں کی ٹھائی لی جائے تو کسی میں کاغذی تعویز لٹک رہا ہے، کسی میں چھوٹا سا قرآنی لمحہ، کسی میں دنیا کے مکلوں کے سکے، کسی میں کوڑیاں اور موٹے گئے اور کسی میں چاقو و چھری۔۔۔۔۔ یہ سب جیزیں ان اللہ کے بندوں کے عقیدہ میں ان کو بلا ویں سے بچانے اور بیماریوں سے محفوظ رکھنے کے لیے ہوتی ہیں۔ اب ان جیزوں کے ہمارے میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات بھی سنتے جیسے:

تعویز لکھ کا ناتشرک ہے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْيُودٍ قَالَ سَمِّيَتْ رَسُولُ اللَّهِ
يَقُولُ إِنَّ الرُّقْبَى وَالْتَّمَاثِيلَ وَالثَّرَلَةَ شَرِكٌ (رواۃ البولیڈ، بکات الطہ، تحریر المسنون)

"عبداللہ ابن مسعود روايت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے ساہے کہ کہم تعویز اور کہہ سب شرک ہیں"

بعض قسم کے "دم" جن میں شرکیہ الفاظ نہیں تھے، تمہارے نے ان کی رخصت دیدی گر تعویز یا کہہ لکھ کی اجازت نہیں دی۔ آج کل تعویز کی طرح تولی (صب پر مستعمل مفت) کا انداز بھی کتب

تعویذ گندے کی شرعی حیثیت

وجید اور نعم

عام ہو گیا ہے۔ یہ مرد اور عورت میں محبت پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ چاہے کوئی عورت کسی دوسرے کے نکاح میں کیوں نہ ہوا

ایک دوسری روایت میں یوں آیا ہے:

عَنْ ذُخِينَ الْعَجْرَىٰ عَنْ غَفَّةَ بْنِ عَامِرٍ الْجَهْنَىٰ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّدَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هَذَا فَقَالَ أَنَّ عَلَيْهِ تَبَيْنَةً فَأَذْخَلَ بَدْدَ قَطْعَهَا لَيَابَعَهُ وَ قَدْلَ مِنْ سَعَوْ تَبَيْنَةَ قَطْعَهَا أَشْرَكَ اسْمَادَ الْجَلَدَ مِنْهُهُ (۱۵۹)

عقبہ بن عامرؓ الجمنی روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک جماعت آئی۔ نبی ﷺ نے ان میں سے نو سے بیعت لے لی اور ایک کو چھوڑ دیا۔ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول آپ ﷺ نے نو سے بیعت لے لی اور ایک کو چھوڑ دیا ارشاد فرمایا کہ اس سے اس لیے بیعت نہیں لی کرو تو تعویذ پہنچے ہوئے ہے۔ یہ سن کر ان صاحب نے ہاتھ اندر ڈال کر تعویذ توڑا۔ اب نبی ﷺ نے ان سے بھی بیعت لے لی اور فرمایا کہ جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔

کیا یہ حدیث نہیں بتاتی کہ ہر قسم کا تعویذ ناجائز ہے؟ ورنہ نبی ﷺ کم سے کم یہ تو ضرور دریافت فرمائیتے کہ یہ تعویذ جو تم نے لٹکایا ہے اس میں قرآن تو نہیں لکھا ہوا ہے، اسماء الہی تو نہیں؟ مطلق تعویذ دیکھ کر آپ ﷺ کا بیعت نہ کرنا، کیا یہ ثابت نہیں کرتا کہ آج کے فن دینداری کے ماہرا پنے کاروبار کے لیے جو علقہ عذر پیش کرتے ہیں وہ سارے کے سارے عذر ہائے لٹک کے علاوہ کچھ نہیں؟

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَمْزَةَ قَالَ دَعَلَتْ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بِيَارِي كَاتِعَيْدَ
بَنْ عَكْفِيْمَ زَبِيْخَةَ خَمْرَةَ مَلَكَ الْأَنْعَلَقَ تَبَيْنَةَ لِفَارَ
نَمُوذَّسَاهَ مِنْ ذَالِكَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَمُوذَّسَاهُ تَجَلَّ إِلَيْهِ

ارادہ ہوتا ہے کا اور اس الحدیث پر محدث شمس الدین حنفی محدث حنفی محدث حنفی

”..... عیسیٰ بن حمزہ کہتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن عکیمؓ کے پاس عیادت کے لیے گیا وہ ”حرہ“ (سرخ بادا) کی بیماری میں جلا تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ ”حرہ“ کے لیے کیوں نہیں لٹک لیتے۔ انہوں نے کہا کہ تعویذ سے اللہ کی پناہ، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے کوئی محکم دلائل و برائین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بھی چیز لٹکائی وہ اسی کے سپرد کر دیا جائے گا۔“

معلوم ہوا کہ بلاوں سے بچنے، یہاری دور کرنے اور تکلیف ہٹانے کے لیے جو تعویذ استعمال کرنے کا اللہ تعالیٰ اس سے کچھ مطلب نہ رکھے گا اور اس شخص کو اسی تعویذ اور گندے کے سپرد کر دے گا۔ یہاں بھی وہی بات ہے کہ ایک تابی بہر حال مشرکانہ تعویذ کا مشورہ نہیں دے سکتے تھے مگر صحابی عطیق تمہرے کے بارے میں نبی ﷺ کی حدیث بیان کر کے تعویذ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

تعویذ کے بیویاریوں کا اکلوتا سہارا

تعویذ اور گندوں کے بیو پاریوں سے جب درود ندانہ گزارش کی جاتی ہے کہ اللہ اس کا روابر سے بازا آجائیے، ورش ایمان اور اپنی آخرت بر باور کر کے کیا ملے گا؟ تو جواب ملتا ہے کہ ہوش کے ناخن لو۔ کیا صحابی عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے اپنے بچوں کے گھلے میں تعویذ نہیں لٹکایا تھا؟ مناسب ہے کہ اس روایت کی حیثیت بھی متعین کر لی جائے۔ کیونکہ یہی ان کا واحد سہارا ہے..... عنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعْبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَلَّهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُعْلَمُهُمْ مِنْ الْفَرَغِ كَلِمَاتٍ أَغْرُدَ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّالِفَةِ مِنْ غَصِبٍ وَ شَرِّ عِبَادَةٍ وَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَ أَنْ يُعْضُرُونَ وَ كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو يُعْلَمُهُنَّ مَنْ خَبِيلٌ مِنْ بَنِيهِ وَ مَنْ لَمْ يَتَعْقِلْ كَجَنَّةً فَأَغْلَقَهُ غَلَيْهِ - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدُ وَ فِي رِوَايَةِ التَّرمِذِيِّ وَ مَنْ لَمْ يَلْعُمْهُمْ كَتَبَهَا فِي صَكَّتْ لَمْ عَلَقَهَا فِي غُصَّقِهِ (مسند، منبه، ۱۱۴، ۱۱۵) ”۔۔۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاص روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے میں ذر جانے والوں کے لیے یہ دعا سکھاتے تھے۔

”أَغْرُدُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّالِفَةِ مِنْ غَصِبٍ وَ شَرِّ عِبَادَةٍ وَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَ أَنْ يُعْضُرُونَ“
”(راوی کا بیان ہے) کہ عبد اللہ بن عمرو اپنے بچوں والے بچوں کو یہ دعا یاد کرواتے تھے اور ناکجھ

بچوں کے گلوں میں لکھ کر لٹکا دیا کرتے تھے۔“

اس روایت کی علتیں

اس ایک روایت کے اندر متعدد عل泰山یں ہیں:

(۱) یہ پورے سرمایہ روایت میں اپنے طرز کی ایک منفرد روایت ہے اور صحیح ہونا تو دور رہا، یہ حسن روایت بھی نہیں ہے۔ امام ترمذی جو صحیح روایت کے بارے میں بہت ہی فراخ دل واقع ہوئے ہیں، اس روایت کو حسن بھی شمار نہیں کرتے بلکہ حسن غریب کہتے ہیں:

(۲) دوسری علت اس روایت کے بارے میں ہے کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ کے متعلق یہ جملہ کہ وہ اس دعا کو نابالغ بچوں کے گلے میں رکھ کر لٹکا دیا کرتے تھے، حدیث کے الفاظ نہیں بلکہ رادی کی طرف سے ایک ”مد رج“ جملہ ہے:

(۳) عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ حن کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ وہ اپنے کمسن بچوں کے گلے میں دعا کا تعویذ لٹکاتے تھے، خود نبی ﷺ سے تعویذ لٹکانے کی برائی میں صحیح حدیث روایت کرتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک صحابیؓ کی چیز کی برائی کی حدیث بھی روایت کرتے ہیں اور دوسری طرف اس چیز میں بتلا بھی ہو! روایت یوں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عُمَرِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ مَا أَبَلَى إِنَّمَا أَبَلَى
أَيُّشْ إِنَّمَا أَشْرَبَتْ تِرِيَاقًا أَوْ شَعْلَفَتْ تَمِيمَةً أَوْ قَلَّتْ الشِّعْرَ مِنْ قِيلَ نَفْسِي
(رواہ ابیداؤ۔ کتاب الطہ / مشکوٰۃ منہ ۲۸۹)

”۔۔۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ (علامہ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ یہ روایت عبد اللہ بن عمر بن خطابؓ سے نہیں بلکہ عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے ہے اور اسی طرح ابو داؤدؓ کے نسخوں میں سے ہے۔ مشکوٰۃ میں غلطی سے عبد اللہ بن عمر بچپ گیا ہے) روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنائے کہ اگر میں کہیں یہ تمیں باقی کروں تو اس کے معنی یہ ہیں

نوحید اور نعم

تعویذ گندے کی شرعی بحثیت

اب مجھے حق دنا حق کی کوئی پرواہ نہیں ہے، وہ تین ہاتھی یہ ہیں: (۱) تریاق استعمال کروں (اس میں شراب اور سانپوں کا گوشت ہوتا ہے) (۲) تعویذ لٹکاؤں (۳) شاعری کروں“ (۴) چوتھی علت اس روایت میں یہ ہے کہ کہاں کے دروازی محمد بن الحنف اور عمرو بن شعیب ایسے راوی ہیں جن پر ائمہ حدیث نے شدید جرح کی ہے۔

محمد بن اسحاق بن یسار:

امام بالک فرماتے ہیں ””دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔“

سلیمان بنی کہتے ہیں کہ وہ کذاب (بہت برا جھوٹا) ہے، ”شام بن عروۃؓ بھی کہتے ہیں کہ وہ کذاب ہے،“ (میزان الاعتراض: جلد ۲، صفحہ ۲۱)۔ وہیب بن خالد اس کو کاذب (جھوٹا) کہتے ہیں (تمہذیب التہذیب: جلد ۹، صفحہ ۲۵)۔ جریدہ بن عبد الحمید کا یہاں ہے کہ ”میرا یہ خیال نہ تھا کہ میں اس زمانہ تک زندہ رہوں گا جب لوگ محمد بن اسحاق سے حدیث کی سماعت کریں گے۔ (تمہذیب التہذیب: جلد ۲، صفحہ ۳۰۶)۔

اب ذرا ایسے کاذب راوی کے بارے میں ائمہ حدیث کا نظر یہ بھی ملاحظہ فرمائیجیے:

وَإِذَا قَالُوا مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ أَوْ وَاهِيٌ أَوْ كَذَابٌ فَلْيَوْسَقُ لَهُ يَكْتُبْ حَدِيثَهُ

(قریب القربی، صفحہ ۱۰۷)

”جب محدثین کسی راوی کے بارے میں یہ کہیں کہ وہ متروک ہے یا واهی ہے یا کذاب ہے، تو وہ روایی ساقط الاعتبار ہوتا ہے، اس کی روایت لکھنی بھی نہیں جاسکتی۔“

عمرو بن شعیب

دوسرے راوی عمرو بن شعیب، جو محمد بن اسحاق کے استاد ہیں، ان معاملہ بھی اپنے شاگرد سے مختلف نہیں ابو داؤد کہتے ہیں کہ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جده ليس بحجۃ یعنی عمرو بن شعیب کی روایت اپنے باپ سے اور ان کی اپنے دادا سے جنت نہیں ہے۔ اور اس محکم دلائل و برائین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

روایت میں ایسا ہی ہے۔ اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ وہ آدمی جمٹ بھی نہیں ہے۔ عُمر بن سعید کہتے ہیں کہ ”عمر و بن شعیب ہمارے نزدیک واقعی ہیں۔“ امام احمد کہتے ہیں کہ ”عمر و بن شعیب کی روایت جمٹ نہیں ہے۔“ (تہذیب العہد یہب: جلد ۸ صفحہ ۵۰، ۳۹)۔ ابو زرعہ کہتے ہیں کہ ”عمر نے اپنے باپ سے صرف چند روایتیں سنیں ہیں لیکن وہ باپ اور وادا سے مشتبہ کر کے تمام غیر مسحوق روایتیں بے تحاشابیان کرتے ہیں“ (میزان الاعتدال: جلد ۲ صفحہ ۲۸۶)۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ ”انہوں نے عن ابیہ عن جده کے طریقہ سے کچھ نہیں سنا، وہ کتاب سے نقل کر کے تحفظ تدریس سے کام لیتے ہیں“ (طبقات المسلمين: صفحہ ۱۱)۔

(۵) پانچویں علت یہ ہے کہ کسی صحابی، کسی تابعی نے تمیہ کو جائز ترقیاتیں دیا۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ بعض صحابہ بھی ان تعویذوں کو جائز سمجھتے تھے جن میں قرآن یا اسماء اللہ تعالیٰ یا اللہ کی صفات لکھی ہوئی تھیں، صحیح نہیں ہے اور اس سلسلہ میں عمر بن خطاب، عبداللہ بن عمر و بن العاص اور امام المؤمنین عائشہ کا نام پیش کیا جانا مترجع ظلم ہے۔ عمرؑ کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ایک پرزاہ لکھ کر ایک صاحب کو دیا تھا کہ وہ ٹوپی میں لگالیا کریں تو سر کا درود دوڑ رہا جائے گا، ایک فسانہ مخفی ہے اور یہی حال ہے اس قصہ کا بھی جو دریائے نیل سے متعلق ہے۔ عبداللہ بن عمر و بن العاص کا پچھلے صفات میں ذکر کر کے وضاحت کر دی گئی ہے کہ ان کی طرف تعویذ (تمیہ) کے جواز کی نسبت صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح امام المؤمنین عائشہؓ کے متعلق یہ بات کہنا کہ وہ تعویذ کو جائز سمجھتی تھیں، ایک مرتب بہتان ہے۔ ایسی ایک روایت بھی پورے سرمایہ حدیث میں موجود نہیں ہے۔ آگے آرہا ہے کہ وہ شرک کی ساری شکلوں سے بے انتہا بیزار تھیں۔ پھر بات یہ ہے کہ کسی بھی قسم کے تعویذ کا جواز نہ تو نبی ﷺ سے ثابت ہے نہ خلافے راشدین سے اور نہ کسی دوسرے صحابی سے، رہے تابعین تو ان کے فتوے یہ ہیں:

تالبیعین کا فتویٰ

”---وَكَبِعْ سَعِيدُ بْنُ جَبِيرٍ (يَهُدَ آخْرِيْ مُخْضٍ ہیں جن کو ظالم چاچ بن یوسف شہید کر پایا تھا، اور یہ عبد اللہ بن عباس کے شاگرد رشید ہیں) سے روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے کسی آدمی کا تعویذ کا شد دیا تو گویا اس نے ایک جان آزاد کر دی۔“

عَنْ إِبْرَاهِيمَ الْمُعْجَمِ قَالَ كَانُوا يَحْرُّفُونَ الْحَمَاءَ مَكْثُورًا مِنَ الْقُرْآنِ وَ

”وَكَبِعْ كَتَتْ ہیں کہ ابراہیم قمی (مشہور تابعی، امام ابو حنیفہ کے استاد کے استاد) روایت کرتے ہیں کہ محبوب تالبیعین سارے تعویذ دل کو ناجائز سمجھتے تھے چاہے ان میں قرآن لکھا ہوتا یا غیر قرآن۔“ قرآن کریم اور اس کی آئیوں کو لٹکانے کے سلسلہ میں بعض نادان یہ دلیل دینے چیز کیا قرآن کو شفا نہیں کہا گیا ہے؟ اور قرآن اگر شفا ہے تو اس کا لکھانا کیوں دفعا کا موجب نہ ہو گا۔ کوئی ان سے پوچھ کر کیا شہد (عمل) میں شفا نہیں بتائی گئی ہے، اب اگر کوئی شہد کو استعمال کرنے کی بجائے بوتل میں بھر کر پیٹ میں بامدھے تو کیا ایسا کرنے والے کو دیوانہ سمجھا جائے گا۔ لاریب! قرآن شفاء ہے لیکن اس وقت جب اسے اس طرح استعمال کیا جائے جس طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بتایا ہے نہ کہ اپنے پسندیدہ طریقہ پر۔ قرآن دفعا اس وقت ہے جب سمجھ کر اس کی تلاوت ہو، اس سے صحت حاصل کی جائے، اس پر تفکر و تدبر ہو اور اس کے مطابق اپنے عمل کو بتایا اور سنوارا جائے یہ جو دفعا حاصل کرنے کے لیے قرآن کو تعویذ ہتا کر لٹکائیتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بیماری کی حالت میں ڈاکٹر کا لستہ یا ڈاکٹری علاج کی پوری کتاب گلے میں لٹکائے۔ انہی تعویذ اور گنڈہ کا کاروبار کرنے والے تم کے لوگوں کے لیے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے:

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِهَا اللَّهُ أَلَّا وَهُمْ مُشَرِّكُونَ (بَسْف: ۱۰۰)

”اور ان کی اکثریت اللہ کے ساتھ ایمان لانے کا قرار کرنے کے بعد شرک بھی کرتی ہے۔“

اسی وجہ سے علماء نے اس تعویذ کو بھی ناجائز قرار دیا ہے جس میں قرآن لکھا ہوا ہو۔“

قال الفاحص انویکھر العربی نعلیق القرآن لنس من طریق السُّنَّة اسما الشَّشَة
فه دکھنڈؤں الغلبل (مورالسمیردشیہ امیر ۱۴ جلد ۲، صفحہ ۷۰)
”قاضی ابو بکر العربی فیصلہ فرماتے ہیں کہ قرآن لکھا اسنت کا طریقہ نہیں، سنت تو یہ ہے کہ
قرآن سے تصحیح حاصل کی جائے، اسے لکھا یا نہ جائے۔“

تعویذ اور گندے کے ان بیچ پاریوں سے جو قرآنی تعویذ جائز ہونے کا اذنا کرتے ہیں ہمارا کہنا یہ ہے کہ کبھی آپ ”حضرات“ نے اپنے گاہوں سے یہ بھی کہا ہے کہ لوگو! جو تعویذ تم لکھاتے پھر تے ہوان کو گھول کر ضرورد کیجئے لینا۔ ہو سکتا ہے کہ ان میں قرآن اور اسماء اللہی کے بجاے جبریل، یا میکائیل لکھا ہوا ہو، یا ہم مہاد و اورثن گئیں، تو ایسے تعویذ فوراً اسار پھیکنا کیونکہ یہ شرک ہے۔ ہاں اگر قرآن یا اسماء اللہی ہوں یا ہمارا ویا یہ تعویذ پہنچو تو پاخانہ پیش اپ کے لیے جاتے وقت اس کو اتار دینا یا کیونکہ نبی ﷺ ایسے اوقات میں اپنی انگوٹھی اتار دیا کرتے تھے ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ایمان کے یہ فکاری کبھی ایسا کرنے کے پر تیار نہ ہوں گے کیونکہ اس طرح سے ان کے دھنے پر اثر پڑے گا اور ہمیشہ اس ضرب کو سہہ جائے، ناممکن! ان ساری باتوں کے باوجود بھی اگر کچھ لوگ اس کام پر مصر ہیں اور انہوں نے اعمال قرآنی اور نقوش سلیمانی کے نام سے اس کاروبار کو فروغ دے رکھا تو یہ ان کا اپنا فعل ہے، وہ اس کے ذمہ دار اور اللہ کی بارگاہ میں اس کے جواب دہ ہیں۔ افسوس کے امت مسلمہ کے یہ نہما و علماء قرآن و حدیث کا کیا مذاق اڑاستہ ہیں۔ کوئی کہتا ہے فَذَبَحُوهَا مَا كَذَّا يَفْعَلُونَ وَالثَّنَّةِ مَا فَعَلُوهَا وَمَخْلُقَ

تانت اور دھاگے

تعویذوں کے ساتھ ساتھ تانت اور دھاگے کی دبا بھی بری طرح پھیلی ہوئی ہے کہیں باری کے بخار کا دھاگہ نظر آتا ہے اور کہیں نظر بد سے بچانے والی تانت۔ اس کے مقابلے میں حدیث نبوی یہ بتاتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مشرک کے ان مظہرات کو جانوروں کے جسموں

سے کٹا کر الگ کروادیا:

..... فَنَّ أَبِي ثَمِيرٍ الْأَنْصَارِيُّ اللَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ اسْفَارِهِ فَأَزْسَلَ رَسُولُهُ أَنَّ لَا يَسْقِيَنَّ فِي رَقَبَةِ تَعْبِيرٍ لِلَّادَةِ مِنْ وَتَرٍ أَوْ لَلَّادَةِ الْأَقْطَعَتْ (رجاء، کتاب العصاد / مسلم، کتب النداء، الہبۃ)

”..... ابوثیر روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ نبی ﷺ نے ایک منادی کرنے والے کو بھیجا جو یہ اعلان کر رہا تھا کہ کسی اوپنٹ کی گردان میں تانت کا پسہ ہو یا کسی اور چیز کا تو اس کو کاٹ دالا جائے ہرگز باقی تپھوڑا جائے (ایام جاہیت میں یہ پنے نظر بدے بچانے کے لیے استعمال ہوتے تھے)۔“

صحابہ کرامؓ کی اس قسم کے عمل شرک سے بیزاری کا اندازہ حدیفہ بن الیمانؓ (صحابہ الرز راز دان رسول ﷺ) کے طرزِ عمل سے لگایا جاسکتا ہے۔

.... عَنْ عَرْوَةَ قَالَ: دَخَلَ حَدَيْقَةً عَلَى مَرْيَضٍ فَرَأَى فِي عَصْدِهِ سَبْرًا فَقَطَعَهُ أَوْ إِنْزَعَهُ ثُمَّ قَالَ وَمَا لِهِ مِنْ الْكَوْمِ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُنَّ مُشْرِكُونَ (یوسف: ۱۰۱)

(رواہ ابی، ابی، حاتم، تفسیر ابن کثیر: جلد ۲، صفحہ ۴۴۳)

”عرودہ روایت کرتے ہیں کہ حدیفہ بن الیمانؓ ایک مریض کی عیادت کو گئے اور اس کے بازو پر انہوں نے ایک بندھا ہوا یکھا تو اس کو کاٹ کر الگ کرو یا اور قرآن کی یہ آیت پڑھیں کے معنی یہ ہے کہ لوگوں کی اکثریت اللہ کو ماتی ضرور ہے مگر اس کے ساتھ دوسروں کو شریک بھی ٹھراتی ہے۔“ کچھ کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ حدیفہ نے اس مریض سے کہا کہ اگر تو اس حالت میں مر جائے کہ تیرے ہاتھ پر بندھا گئے بندھا ہو تو میں تیری تماز جنازہ نہ پڑھوں گا کثرے اور جھٹلے پہنچے والے جنت میں نہ جائیں گے غنِ عِسْرَانْ مَنْ حَصَبَ إِذَنَنِي ﷺ رَأَى دِحْلَانَ فِي بَدْءِ حَلْقَةِ مِنْ فَقْرِ الْفَقَالِ مَا هَذَا قَالَ مِنَ الْوَاهِيَةِ لِنَفَالِ أَنْرَغَهَا

لأنها لا تزنيك إلا وخذنا فائنك لزمش و هي عليك ما أفلحت ابداً

”..... عمران بن حصینؓ روایت کرتے ہیں کہ شیخ ﷺ نے ایک صاحب کے ہاتھ میں پیش

کا ایک کڑا دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ پہنچنے والے صاحب نے جواب دیا کہ یہ ”واہنہ“ کی وجہ سے ہے (یعنی ہاتھ کی کمزوری اور بیماری دور کرنے کے لیے) نبی ﷺ نے رد فرمایا اور کہا بلکہ یہ کمزوری اور بڑھائے گا اور اگر تو اسے پہنچنے ہوئے مرجائے تو کبھی کامیابی سے ہمکارتہ ہو گا (یعنی جنت میں نہ جائے گا)۔ نبی ﷺ کا فرمان یہ ہے اور آج امت محمد یہ میں جدھر زگاہ ڈالیے، کڑے ہی کڑے اور چھلنے نظر آتے ہیں۔!

آسیب اور بلا ویں کا دفعہ

یاد رہے کہ نادانوں کے چھوٹے پھوٹے پھوٹوں پر آسیب کا اثر بہت جلدی ہو جایا کرتا ہے اور اس کا بچاؤ لو ہے کی جیز عی سے ہو سکتا ہے! اس لیے پچھا اگر گھر میں ہو تو اس کے پاس چھپری چاقو موجود رہنا چاہیے اور اگر گھر سے باہر پچھ کوئا لٹا ہو تو تب بھی ان چیزوں کا ساتھ جانا ضروری ہے ایسے ایک خالص مشرکانہ رسم ہے اور عرب میں دورہ جاہلیت پائی جاتی تھی۔ اس کے متعلق امام المؤمنین عائشہؓ کا فتویٰ فکر و نظر کا مستحق ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ كَانَتْ نُوْتَى مَالِضَبَارِ إِذَا ذَلَّتْ وَأَفْذَغَ عَلَيْهِمْ بِالْبَرِّ كَيْفَيَّةُ
بَصَنِي فِي دَهْنِ تَصْعِي وَسَادَةُ قَادِهَا تَحْتَ رَأْيِهِ مُؤْسِنِي فَسَالَتْهُمْ عَنِ الْمُؤْسِنِي
فَقَالُوا لَنْ نَعْلَمْ بِهَا مِنَ الْجَنِّ فَأَخَدَتِ الْمُؤْسِنِي هُرْمَتْ بِهَا وَلَهْتَهُمْ عَنْهَا وَقَالَ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ وَيَنْفَضِّلُهَا وَكَانَ عَائِشَةَ تَهْنِي عَنْهَا

(ابن الصمر۔ شمس الداری۔ باب الخطبوط۔ الجن۔ صفحہ ۱۸۰)

”ام المؤمنین عائشہؓ کے پاس نومولو بچے لاے جاتے تھے اور وہ ان کے لیے اللہ کی برکت کی دعا کرتی تھیں۔ ایک دن ایک پچھ لایا گیا اور جب وہ اس کا سکیر رکھنے لگیں تو اس کے سر کے نیچے انہیں ایک استر انظر آیا۔ دریافت کیا کہ یہ کیا ہے۔ گھروالوں نے کہا کہ ہم ”جنوں“ سے محفوظ رکھنے کے لیے ایسی دعا کرتے ہیں۔ عائشہؓ نے وہ استرا لے کر پھینک دیا اور ان لوگوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس کو (یعنی ٹھکون اور ٹوٹکے کو) ناپسند فرماتے تھے

اور انہیں ان باتوں سے سخت نفرت تھی۔ اسی لیے عائشہؓ سے منع کرتی تھیں۔“



جن اتارنا

مذہبی پیشوں نے جنوں کے آنے جانے اور سوار ہو جانے کے ایسے بے حساب تقسیم کر رکھے ہیں جن کی وجہ سے وہ اپنے کاروبار کو فروغ دینے کا بر امیر انتظام کرتے رہتے ہیں۔ دراصل جنوں کا آکر کسی پرسوار ہو جانا ایک سفید جھوٹ ہے چاہے لاکھوں آدمی سے اپنا چشم دیہ واقعہ کہہ کر ہی بیان کیوں نہ کریں۔ افسوس کو دلیل کے طور پر ایک روایت بھی لائی جاتی ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ سعد بن عبادہؓ کو ملک شام میں جنوں نے شہید کر دیا تھا۔ حالانکہ ال علم جانتے ہیں کہ یہ روایت بالکل غلط اور خالص موضوع ہے اور یہی حال عبد اللہ بن مسعودؓ کے جن اتارنے والی روایت کا بھی ہے۔

کاروبار کی بات اور ہے مکملی دنیا میں آج تک کسی وہی شخص نے اس بات کا اظہار نہیں کیا کہ قلاں قل انسان نہیں بلکہ جن نے کیا ہے اور کبھی کوئی پولیس اس بتجہ تک پہنچی ہے کہ یہ چوری جنوں کی کارگزاری ہے! یہ جنوں کے اتارنے والے جو چند پیسوں کے عوض یہ نہ موم دھندا کرتے ہیں کیوں جنوں کو قبضہ میں کر کے بڑی بڑی رقمیں جمع نہیں کر لیتے۔ دراصل یہ جن ان عورتوں پر آتے ہیں جو اپنے گھر والوں پر اڑا ڈالنا چاہتی ہیں یا ان جوانوں پر جو اس بھانے اپنی کوئی بات پوری کر دانا چاہتے ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ شِيلَ زَشُولُ اللَّهِ عَنِ النَّشَرَةِ قَالَ هُوَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ

(رواہ ابو داود: کتاب الطبع، جلد ۲، ص ۳۶۰، ۴۵۸)

”جابر بن عبد اللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ”نحر“ (جن بھوت اتارنے کا عمل) کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے۔ ارشاد فرمایا کہ یہ شیطانی عمل ہے۔“ جن بھوت بھگانے والے تعریف اور گنڈے کے بیو ماری اور وحاء کے اور کڑے کے مرچارک

بھی وہی لوگ ہیں جن کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ ان کی بے خوفی کا عالم یہ ہے کہ انہیں با توں پر بس نہیں کرتے بلکہ علم غیب، اور کل کی خبر، بھی دیتے ہیں، کسی سے کہتے ہیں کہ میں نے کتاب دیکھی ہے تمہاری ماں پر فلاں جن کا سایہ ہے اور اس کو بھگانے کا طریقہ مجھے آتا ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ تمہاری کوئی چیز گم ہو جائے تو مجھ سے پوچھو میں بتاؤں گا۔ پھر کبھی کوئی خرافاتی کتاب دیکھ کر اور کبھی تاخنوں پر پڑھنے کا بہانہ کر کے ایک بات کہہ دیتے ہیں اور چونکہ ان کا سابقہ بھی مشرکانہ ذہنیت کے ناسیجو لوگوں سے ہی ہوتا ہے اس لیے ان کی طرف سے کسی خطرناک حکایت کا انہیں کم ہی سامنا کرنا پڑتا ہے، ایک ہی خاندان کے ایک شخص کو خود تعویذ دے کر اس کے دفن کرنے کی جگہ بتاتے ہیں اور دوسرے سے کہتے ہیں کہ فلاں جگہ تمہارے دشمن نے تعویذ دبادیا ہے جاؤ اس کو نکال پھینکو۔ اس طرح سے یہ دغabaز پورے پورے خاندان کو آپس میں لا کر اپنی کمائی کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے محفوظاً رکھے۔

پانی پر ”دم“ کرنے کا کاروبار

تعویذ اور گنڈے کے ساتھ ساتھ پانی پر ”دم“ کر کے اسے پلانے کا کام بھی پورے زورو شور سے چل رہا ہے۔ مسجد کے باہر لوگ برلن لیے کھڑے رہتے ہیں، تماظشم ہو، اور وہ اپنے برلن پر ”دم“ کروائیں۔ سب سے زیادہ ہنگامہ رمضان میں آخری تراویح کی رات کو ہوتا ہے۔ جب قاری کے سامنے پانی کی بولتوں اور برتوں کی قطار لگ جاتی ہے اور یہ سب پحمد دینداری کے بھیں میں ہوتا ہے۔ کاش انہیں کوئی بتائے کرنے ﷺ نے جس چیز سے منع کیا ہے اس سے کسی فتنہ کی خیر کی امید ایمان ہی کے خلاف ہے، چرچا یکم ایسے عمل سے شفا کی توقع کی جائے!

...عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَهَىٰ عَنِ السَّفَنِ فِي الْبَرِّ ...
 (رواہ الترمذی فی کتاب ادب، قال حدیث حسن: صحیح)

تعویذ گندے کی شرعی حیثیت

توحید وال رحم

۔۔۔ ابوسعید الخدري روایت کر رہے ہیں کہ نبی ﷺ نے پینے کی چیز میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ أَبِنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَايَ أَنْ يَسْتَفْسَرَ فِي الْأَنَاءِ أَوْ يُنْفَخَ فِيهِ
(رواہ النّرمذی فی کتاب الادب و قال حدیث حسن صحیح والوداود)

۔۔۔ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بہتر میں سائنس لینے یا پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔

یہ دونوں حدیثیں حسن صحیح ہیں اور واضح کرتی ہیں کہ آج جو کام دینداری کے پردے میں کیا جا رہا ہے وہ حدیث نبوی ﷺ کے بالکل خلاف ہے۔ پانی پردم کرنے کے کاروبار کے علاوہ، دوسرا دھن دے بھی زوروں پر ہیں کہیں کوئی طشتربوں پر قرآنی آیتیں لکھ کر دے رہا ہے کہ ان کو پانی میں گھول کر پی لیتا۔ دکھور دکھور ہو جائیں گے کوئی فیتے جلوار ہا ہے۔ اور کہیں دیوان حافظ سے فال لکالی جا رہی ہے، کوئی علم نجوم کے ذریعے قسمت بتانے پر مصروف ہے، اور کوئی طوطا اور ہینا کے ذریعے، کوئی فیروزہ یا دوسرا کوئی پتھر انکوٹھی میں پہن کر اس بات کا امیدوار ہے کہ اس کے رزق میں اضافہ ہو، اور کوئی منی پلاٹ (دولت کا پودا Money Plant) کے ذریعہ پنے گھر اور دکان میں دولت کی بارش کر دانا چاہتا ہے۔ کہیں کسی کے نام کی چوٹی ہے اور کسی کے نام کی بڑھی، کوئی کافوں میں غیر اللہ کے نام کا ”ڈر“ ڈال رہا ہے اور کوئی پیروں میں بیڑیاں۔ غرض ہر طرف کفر و شرک کا طوفان امنڈا آیا ہے۔ اب بھی اگر کوئی موحد گردہ اصلاح حال کے لیے شاخات و قصہ پاک ہے۔

تعویذ گندے، جھماڑ پھونک پر اجرت لینا

کہا جاتا ہے کہ سارے کام ہم امت کی ”خیر خواہی“ کے جذبے سے بے قابو ہو کر رہے ہیں،

ورشہ ہمارا ذاتی فائدہ کوئی نہیں، لیکن حقیقت بالکل اس کے برکت سے ہے۔ صرف کمالی مقصود ہے اور بس۔۔۔ اسی لیے ایسی کمالی کو جائز ثابت کرنے کے لیے حدیث قرآن کی ناروا تاویلات تک سے گزیر نہیں کیا جاتا، سب سے زیادہ جس روایت پر مشتمل ہے وہ بخاری میں آئی ہوئی ہے ابوسعید خدراوی کی روایت ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَتَوْا عَلَى حَمْنَى الْأَخْمَاءِ الْعَرَبِ فَلَمْ يَقْرُؤُهُمْ فَيَنِمَّاهُمْ كَذَلِكَ إِذَا لَدَعَ سَيِّدُ الْأَنْبِيَاءَ أَوْ لَكَ فَقَالُوا مَهْ مَفْكُمْ مِنْ دُوَاءِ أَوْ رَأْقٍ فَقَالُوا إِنَّكُمْ لَمْ تَقْرُؤُنَا وَلَا نَفْعَلُ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُغْلًا فَجَعَلُوا لَهُمْ قُطْبِيًّا مِنَ الشَّاءِ فَجَعَلَ يَقْرَا بِأَمْ القُرْآنِ وَيَخْمَعُ بِزَاقِهِ وَيَتَفَلُّ بِرَا فَأَتَوْا بِالشَّاءِ فَقَالُوا لَا تَأْخُذْهُ حَتَّى تَسْتَلِ النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ فَضَحَكَ وَقَالَ وَمَاذَا ذَرْكَ إِنَّهَا زَقِيَّةٌ حَدَّدُوهَا وَاضْرِبُوا لَنِي سَهْمِيْ وَفِي رِوَايَةِ أَفْسِمُوا وَاضْرِبُوا لَنِي مَفْكُمْ سَهْمِيْ (بعضی ای کتاب السطح) (۱۳۲ صفحہ ۱۵۷)

وَفِي رِوَايَةِ سُلَيْمَانَ بْنِ قَتَّةٍ بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِ وَالنَّبِيُّ ﷺ فَاَكَلَ النَّعْلَامَ

”۔۔۔ ابوسعید روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت ایک عرب قبیلہ کے پاس پہنچی۔ قبیلہ والوں نے ان کی مہمان نوازی کرنے سے انکار کر دیا۔ اسی درمیان اس قبیلہ کے سردار کو ایک زہر میلے جانور نے ڈس لیا۔ قبیلہ والوں نے صحابہؓ سے دریافت کیا کہ کیا تمہارے پاس کائی کی دوائی ہے یا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو کائنات کے منتر سے واقف ہو اور دم کر سکتا ہو۔ صحابہؓ نے جواب دیا کہ ”ہاں“۔۔۔ مگر تم لوگ وہ ہو جنہوں نے ہماری میزبانی کرنے سے انکار کر دیا ہے اس لیے ہم اس وقت تمہارے سردار پر ”دم“ تکریں گے جب تک تم ہمیں اس کی اجرت دینے کا وعدہ نہ کرو۔ آخر کار بھیڑوں کی ایک ٹکڑی پر معاملہ طے ہوا۔ ایک صحابیؓ نے

سورہ فاتحہ پڑھ کر اپنا تھوک جمع کیا اور سردار پر تھکار دیا۔ قبلیے کا سردار بالکل اچھا ہو گیا۔ حسب وعدہ قبلیے والے بھیڑیں لے آئے۔ صحابہ کرامؐ کو تردید ہوا۔ انہوں نے کہا اس وقت تک ہم ان بھیڑوں کو نہ لیں گے جب تک نبی ﷺ سے دریافت نہ کر لیں۔ پھر جب نبی ﷺ سے انہوں نے پوچھا تو نبی ﷺ نے اور اور فرمایا کہ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ ایک "دم" ہے بھیڑوں کو لے اور میرا بھی حصہ لگاؤ۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپس میں تقسیم کرلو اور میرا بھی حصہ لگاؤ، سلیمان بن قتہ کروایت میں اتنا اضافہ ہے کہ پھر قبلیے والوں نے ہماری بھیڑیں بھیجیں اور رضیافت کے لیے کھانا بھی، جس کو ہم نے کھایا۔

یہ حدیث صاف ہتھی ہے کہ یہ ایک غیر معمولی واقعہ تھا۔ اور اس خاص موقع پر صحابہ کرامؐ نے ان قبلیے والوں سے اجرت کا معاملہ صرف ان کی بے مرتوی سے تاراض ہونے کی وجہ سے کیا تھا کیونکہ اس روایت کے علاوہ پورے سرمایہ حدیث میں ایک صحیح روایت بھی ایسی نہیں جس سے معلوم ہو کہ کبھی اور بھی کسی صحابیؓ نے ایسی اجرت لی ہے۔ رہنی خارجہ بن حلت کی روایت تو خور خارجہ ضعیف ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ تھیٹھا اجرت کا معاملہ ہے بھی نہیں، کیونکہ اگر یہ بھیڑیں اجرت میں دی گئیں تھیں تو یہ صرف "دم" کرنے والے کی اجرت تھیں۔ ان کا تقسیم کیا جانا اور نبی ﷺ کا اپنا حصہ نکالنے کے لیے کہنا اجرت کے معاملے میں تو بہر حال نہیں ہو سکتا۔ اس لیے روایت سے اجرت کا جواز نکالنا صحیح نہیں ہے۔ دراصل نبی ﷺ کا ارشاد صحابہ کی تالیف قلب کے لیے تھا کیونکہ ایسی جگہ پر کھانے پینے کی چیزیں دستیاب نہ ہو رہی ہوں، ایک قبلیہ کا مہماں نوازی سے انکار کر دینا خطرناک نتائج کا حامل ہو سکتا ہے۔ ایسے غیر معمولی حالات کی وجہ سے نبی ﷺ نے یہ بات کہی تاکہ قبلیے والوں نے جو انہیں کھلایا پڑایا اس پر ان کا دل نہ کڑھے ورنہ عام حالات

میں قرآن پر اجرت لینے سے نبی ﷺ نے شدت کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ متعدد احادیث نبوی اس پر مشاہدہ ہیں۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُلَيْكَةَ الْأَصْمَارِ قَالَ سَفَرْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ الْقُرْآنَ وَلَا نَكْثَرْنَا مَعَهُ حَتَّىٰ كَمْ مَسَّنَا

”عبد الرحمن بن ملکة الصماری روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنائے کہ قرآن پر چوگرا سے روٹی کمانے کا ذریعہ نہ بناو۔“ (مسند احمد: جلد نمبر ۳)
عَنْ سَرِيدَةِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِرْآنِ الْقُرْآنِ (تَأْكِيَةً) بِهِ الْمَسِّ حَدَّهُ يَوْمُ الْخِيَامَةِ وَجَهَنَّمَ عَطَلَمَ أَنْسَ عَدِيهَ لِحْمَهُ وَاهْ لَبِيسَهُ بِعِوَالَهِ مَنْكِرَهُ صَبَرَهُ ”بریدہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآن پڑھ کر لوگوں سے اسے روٹی حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا وہ قیامت کے دن اس صورت میں آئے گا اس کے پھرے پر صرف بڑی ہو گی گوشٹ نہ ہو گا۔“

اسی لیے امام بخاری اپنی صحیح میں قرآن کو روٹی کمانے کا ذریعہ بنانے کے گناہ کا باب باندھتے ہیں
(بَابُ أَنَّمَا مِنْ رَاءِي بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ أَوْ تَأْكِيلَ بِهِ أَوْ فَجْرَ بِهِ،
يعنی باب اس شخص کے گناہ کا جو قرات قرآنی کو ریا کاری کے لیے استعمال کرتے یا اس کو روٹی کمانے کا ذریعہ یا اس کے ذریعہ فتن و فحور کرے۔

ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ عبادۃ بن الصامت گوan کے ایک شاگرد نے جس کو انہوں نے قرآن کی تعلیم دی تھی، تحد کے طور پر ایک کمان دی تو نبی ﷺ نے فرمایا یہ آگ کا طوق ہے، اگر پہننے کا شوق ہو تو قبول کرلو

ان صاف اور واضح احادیث کی روشنی میں حسن بصری کا فتوی بھی پیش نظر رہے تو زیادہ مناسب ہے:
عَنْ حَسَنِ أَبِي حَرْبٍ أَنَّهُ قَالَ لِلْمُهَاجِرِ إِنَّ الدَّنَى فِي الْحَالِ أَحْسَنُ مِنَ الْغَلَةِ

الذبیح یمیلُونَ ۖ وَ لَئِنْ دَعَهُ نَأْخْلِيَ الْذَّبِیْلَ بِالْذَّبِیْلِ ۖ وَ هُوَ لَا يَأْكُلُونَ الْذَّبِیْلَ بِالْذَّبِیْلِ

۱۰۷۲ ص ۱۳۴ محرقة شرح مشکوہ جلد ۱

”حسن بصری نے فرمایا کہ وہ پہلوان (رسیوں پر چل کر کرتے وکھانے والا) جو رسیوں کے اور ہوتا ہے ان علماء سے زیادہ بہتر ہے جو ممال و دولت کی طرف جھک پڑتے ہیں کیونکہ وہ (پہلوان) دنیا کو دنیا کے ذریعے کاماتا ہے، اور یہ لوگ (علماء) دنیا کو دین کے ذریعہ۔“

سن رکھو! کہ آج جو سزا اس امت کو مل رہی ہے وہ اسی شرک کی پاداش ہے۔ اور اگر اب بھی ”شرک“ کی ان ساری صورتوں سے توبہ کر کے توحید خالص کی طرف پہنچ کی کوشش نہ کی تو مکمل بر بادی یقینی ہے

مَنْ يَدْرِ ذَا فِي الْأَرْضِ فَإِنَّهُ فَآتَيْتَهُ بِمَا كَانَ أَكْفَافُهُ مِنْ فَقْدٍ فَلَا يَشْكُرُ

”ان سے کہو کہ زمین میں چلو پھرو، اور دیکھو کہ تم سے پہلے کتنی ہی بستیاں تھیں کہ تھیں نہیں کر ڈالی گئیں (آخران کا جرم یہی تو تھا) کہ ان کی اکثریت مشرک بن گئی تھی،“

ہاں، اگر ایمان کو شرک سے کلی طور پر پاک کر لیا جائے تو آج کی بد امنی، امن میں اور ذلت، عزت میں بدل سکتی ہے۔

الَّذِينَ أَمْنَوْا وَلَمْ يَلْمِسُوا إِنَّهُمْ فَظُلْمُوا وَلَيَكُنْ أَنْهَمُوا لِأَمْنٍ وَمُنْهَمُونَ مُهْتَاجُونَ (ابحاث ۱۰۷۳)

”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں شرک کی ملاوٹ نہیں کی، انہیں کے لیے امن وسلامتی ہے اور وہی راہ راست کو پا گئے۔“ (القرآن سورۃ انعام آیت نمبر ۸۲)

(اس آیت میں ظلم کے معنی ”شرک“ زبان نبوت نے خود ہی فرماتے ہیں: بخاری مسلم)

آئیے دعا کریں کہ ماں اک امت مسلم کو ان نام نہیں و عالموں کے شر سے محفوظ رکھے اور ایمان خالص کی توفیق عطا فرم۔ آمين

قرآنی تعریز کے متعلق علماء کی رائے

سیدنا جابر بن عبد اللہ رواہ کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ جن بھوت اتارنے کے عمل کے بارے میں (تسوییات وغیرہ سے) آپ کا کیا حکم ہے ارشاد فرمایا یہ شیطانی عمل ہے۔

(ابوداؤ و کتاب الطب حدیث نمبر 3868)

اشیع عبد العزیز عبد اللہ بن باز

شرک کے سد باب کے لیے یہ بھی حرام ہے کیونکہ اگر قرآنی آیات پر مشتمل تعریز دل کو جائز قرار دے دیا جائے تو ان میں دوسرے بھی شامل ہو کر معاملے کو مشتبہ بنادیں گے اور ان تعریزوں کے لئے کانے سے شرک کا دروازہ کھل جائے گا۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ جو ذرائع شرک اور گناہوں تک پہنچانے والے ہوں ان کا بند کر دینا قواعد شریعت میں سے ایک بہت بڑا قاعدہ ہے۔

(فتاویٰ اسلامیہ جلد اول صفحہ نمبر 51)

شیخ الاسلام محمد بن سلیمان التمیمی

حضرت مذیف بن ریان سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک شخص کے ہاتھ میں بخار کے لیے ذوراً بندھا و کھما تو اسے کاٹ دالا پھر یہ آیت پڑھی۔ اکثر لوگ اللہ کو مانتے ہیں اس کے بعد پھر شرک کرتے ہیں۔ (کتاب التوہید صفحہ نمبر 17)

ارشاد اللہ امانت حفظہ اللہ تعالیٰ

آج امت محمدیہ میں جدھر نظر ڈالیے کہ کوئے ہی کوئے چھٹے ہی چھٹے نظر آتے ہیں بلاں اور جنات سے بچنے کے لیے لو بے کے کوئے بچوں کے پاس اور اپنے پاس رکھتے ہیں یہ سب شرک کے کام ہیں۔

(حق کی تلاش صفحہ نمبر 433)

پروفیسر عبدالستار حجاج حفظہ اللہ تعالیٰ

نظر بدیماری یا حادثات سے محفوظ رہنے کے لیے چھلا، منکا، زنجیر، کڑا، یا تعریز پہنانا شرک ہے۔

(توحید اور شرک صفحہ نمبر 91)

اصلاح ایمان کتاب میں لکھتے ہیں

قرآن سے جو دعویٰ حاصل ہوتی ہے قرآن پر عقیدہ رکھ کر اس کے ذریعے عقائد و اعمال کی اصلاح ہوتی ہے۔ نہ کہ اس کو لکھ کر گلے میں لٹکایا جائے یا بازو پر بادھ لیا جائے۔ قرآن مجید میں شہد کو بھی شفا کہا گیا ہے اب اگر کوئی کھانے کے بجائے بوش میں ڈال کر گلے میں ڈال لے تو اس سے ٹیڑا ہرگز حاصل نہ ہوگی۔ اس غلط عقیدہ کی بنیاد پر تعریز لٹکانا چاہے قرآنی ہو یا غیر قرآنی ہو شرک ہے۔ یاد رہے کہ تجھ کے معنی تعریز کے ہیں۔ (درج ذیل لغات دیکھیے المدحjer صفحہ نمبر 117)

(صباح الافت صفحہ نمبر 87) (بيان اللسان صفحہ نمبر 47)

عبداللہ بن عبد الرحمن الجبرین

حضرت ابراہیم الحنفی سے مروی ہے کہ حضرت ابن سعید کے شاگرد مسلم علیہ السلام، اسود، مسروق، اور عبیدہ سلامی وغیرہ ہم ہر طرح کے تعریز کو ناپسند فرماتے تھے خواہ وہ تعریز قرآن سے ہو یا قرآن کے علاوہ کوئی دوسری عبادات ہو اور یہاں کراہت کا لفظ حرام کے معنی میں آیا ہے۔

(کتاب مسائل توحید صفحہ نمبر 29)

محمد اقبال سلفی حفظہ اللہ

اللہ نے توہتایا ہے کہ جب تمہیں شیطان تنگ کرے تو اللہ کی پناہ میں آجائو اور ہم کیا کرتے ہیں کہ اللہ کا کلام گلے میں لٹکا کر اللہ کے کلام میں پناہ ڈھونڈتے ہیں (کتاب ہم کدھر جا رہے ہیں صفحہ نمبر 43)

اشیخ عبداللہ بن احمد الحویل

ہر طرح کی تعریزات حرام ہیں خواہ وہ قرآن و حدیث سے لکھے جائیں یا پھر کوئی دوسرے منفرد غیرہ ہوں اس لیے کہ یہ امور شرک کے ہیں (کتاب آسان توحید صفحہ نمبر 102)

پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ تعالیٰ امیر جماعت الدعوة پاکستان
درآئی تعلیمی و نوکا نا بدعت ہے۔

الشیخ محمد علی قاسم حاصلپوری حفظہ اللہ
تعویز و تحریر و نوکا نا بھی شرک ہے۔ (کتاب صحیح منتخب واقعات جلد اول صفحہ نمبر 58)
حافظ حامد محمود الخنزري

اس زماں میں بکروہ بول کر حرام مراد لیا جاتا تھا۔ (کتاب شرک کے چور دروازے صفحہ نمبر 376)

حافظ عبدالسلام بھٹوی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کا موقف
یہ بات اظہار ہے کہ اگر تعویز میں اللہ کے حلاوہ کسی اور سے مد مانگی گئی ہو تو یہ سرتک شرک ہے اور ایسا کرنے والا شرک ہے امام بنانا جائز نہیں۔ (مجلہ الدعوة اگست 1995)

معطا الرحمن علوی حفظہ اللہ
قرآنی تعلیمی و نوکا نا بدعت ہے۔

مولانا عمار احمد مندوی
قرآن کا کچھ حصہ بنایا اس کا کچھ حصہ لکھ کر نظریہ سے پیچے کے لیے پھوپھو بڑوں کے گردن میں لٹک یا موڑ کار پر انکھا نا بھی بدعت ہے۔ (کتاب قرآن خوانی اور ایصال ثواب صفحہ نمبر 47)

محمد تنور جاہد توحیدی حفظہ اللہ تعالیٰ
قرآنی تعلیمی و نا بدعت اور شیطانی تعویز شرک ہے۔

پروفیسر حافظ عبدالجبار شاکر حفظہ اللہ تعالیٰ فاضل مددینہ یونیورسٹی سابق امام مسجد نبوی
قرآنی تعویز احادیث حرام ہے۔

عبدالغفار مدینی حفظہ اللہ تعالیٰ فاضل مددینہ یونیورسٹی
قرآنی تعلیمی و نا بدعت ہے۔

نوحی در اور نبی

توبیذ گند کی شرعاً

عبداللہ بن اصر رحمانی حفظہ اللہ تعالیٰ آف کر ابھی

قرآنی توبیذ لکھنا نابدعت ہے اور بدعتی آدمی کا ممکانہ بھی جہنم ہے۔

مفتی عبدالرضا عابد حفظہ اللہ قاضی شرعی حدالہت جماعت الدعوۃ

قرآنی توبیذ لکھنا حرام ہے۔

سید تو صیف الرحمن رشدی حفظہ اللہ تعالیٰ

قرآنی توبیذ لکھنا حرام ہے۔

معراج ربانی حفظہ اللہ تعالیٰ

قرآنی توبیذ لکھنا حرام ہے۔

قرآنی توبیذات کو درست کہنے والوں کے نتائج

۱۔ سلمیم قادری گوجرانوالہ

یہ بھر گجرانوالا کارپنے والا تھا۔ وہ توں کو لور یہا اولاد کا توبیذ دیا کرتا تھا۔ اپنی خانقاہ کے اندر اس نے ایک کمرہ بنایا ہوا تھا اس کا نام روہانی بستر کہا اس تھا وہ محنت سے کہتا کہ اندر کرے میں لیت جاؤ میں یہ توبیذ اپنے ہاتھ کے ساتھ تھاری پشت کے نیچے رکھوں گا مہر اس سے وہ اس کی عزت کو لوٹا۔ لوٹنے سے پہلے قرآنی آیات پڑھتا اور ساتھ ساتھ توبیذ دیجی ہاتا اسی طرح اس نے 300 مورتوں کے ساتھ زنا کیا۔ یہ وہ بیوی زد کہنے کے لیے دیت پر توبیذات لکھیں۔

۲۔ گل حسین شاہ غریب نارودوال

یہ گل حسین میں آتا تھا۔ اس گھر میں ایک لوجوان لاکی تھی اس کو توبیذ کے ہام پر کہہ بلادیا وہ بیویں ہو گئی اس کو اٹھا کر لا ہو ر لے گیا۔ اس کی عزت لوٹا رہا تھا مرت عزت رعنی نہ ایمان رہا اور نہ دولت رعنی؟ بیویں کے مطابق نارودوال میں کے علاقے شاہ غریب میں گل حسین چوریز جمل سلنی کو گل حسین اکیلے پا کر اس کو بیویش کر کے گھر سے نکلی دیورات لے گیا اس دو ران اس نے لاکی کو زیادتی کا نتائج ہاتا۔ اس نے تباہ کردہ سلنی کے گھر جنم مارے آتا جاتا تھا۔ مرید اس نے ہاتا کر دہا اس سے پہلے بمحکم دلائل و جوابین سے مزین منکوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ بھی ایسے واقعات و جوابات پڑھ پڑھا ہے۔ یہ دیوڑی دیکھئے گے یہ مفت آن لائن مکتبہ

نَبِيُّ اللَّهِ عَلِيٌّ وَسَلَّمَ كَا پِيغَام

قبروں کو پختہ بنانا

۱۔ قبروں کو سجده کرنا

۲۔ قبروں پر لکھنا

۳۔ قبروں پر چڑاغاں کرنا

۴۔ قبروں پر (مجاور) بن کر بیٹھنا

۵۔ قبروں پر عرس میلے لگانا



تمہارے پردارگار کی تسمیہ لوگ موہن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تیاز عاتی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منصف نہ بنا لیں اور جو فیصلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کر دیں اس سے اپنے دل میں تنگی محسوس نہ کریں اور رخوشی سے مان لیں۔ (سورۃ النسا ۶۵)

دین بالا آیت لریز کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کا فیض برہنے کے بعد اپنے دل میں تنگی و مانگی میں گھسنے والے بانے سے خبردار انہی م سورت میں آپ کے اندر ایمان نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہے گی اور بالآخر اللہ رب العزت کی انظر میں آپ تو ہیں صفات کے بھرم قرار پا سکے گے۔ (معاذ اللہ)

درج بالا پیغام کے حوالہ جات

- (۱) سعی سلم کتاب المکار، ن۔ محمد نمبر 2245۔ (۲) سعی بناء کتاب المکار نمبر 61، نمبر 1330۔ (۳) سعی کتاب المکار نمبر 1311، نمبر 2047
و (۴) سعی کتاب المکار نمبر 72، نمبر 3226۔ (۵) سعی سلم کتاب المکار، آپ نے میں ملکہ ایک مردم احمد نمبر 071، نمبر 1071، نمبر 2042۔

والہات (۱) درستہن بروڈکس (۲) درستہن وائی میک (۳) درستہن میریک
و (۴) کالج ڈین کی خوبی، نیشنل اسکول نیشنل میڈیا مترادیج پر
نومبر 2010ء 2 فروری 2004ء 2229

عظمت تو حیدر حرمت رسول ﷺ
پر جان بھی قربان ہے۔

تحریک دعوت توحید پاکستان
کا ترجمان
ادارہ دار الفرقان



Malik Muhammad Farooq
Proprietor



ROSHAN PVC FITTINGS AND PIPE

Specialist In: PVC, PE PP
Fitting & Channels

ملک فاروق، محمد شعبہ اد جنگلیو، آصف مغل
میرے استاد قاری محمد معاویہ، محمد تنوری مجاہد توحیدی